

## اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

## تینتالیسوں اجلاس

# بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ مورخہ 10 ستمبر 2021ء بروز جمعۃ المبارک بہ طابق 2 صفر المظفر 1443 ھجری۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاؤت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	توجه دلاؤ نوٹس۔	14
3	رخصت کی درخواستیں۔	25
4	مشترکہ تحریک التوانہ 2 مجاہب۔ میرزادہ علی رکی اور جناب ثناء بلوج، اراکین اسمبلی۔	28
5	مدتی قرارداد مجاہب جناب ٹو ر محمد دمڑ، رکن اسمبلی۔	29
6	مشترکہ مدتی قرارداد مجاہب۔ جناب محمد مبین خلجی، محترمہ بشری رند، خلیل جارج بھٹو اور جناب قادر علی نائل صاحب رکن اسمبلی۔	50
7	قرارداد نمبر 121 مجاہب جناب نصراللہ ذیرے، رکن اسمبلی۔	57

## ایوان کے عہدیدار

اپسکر-- میر عبدالقدوس بزنجو  
 ڈپٹی اپسکر-- سردار بابرخان موسیٰ خیل

## ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی-- جناب طاہر شاہ کا کڑ  
 اپیشل سیکرٹری (قانون سازی)-- جناب عبدالرحمن  
 چیف رپورٹر-- جناب مقبول احمد شاہواني



## بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 10 ستمبر 2021ء بروز جمعۃ المبارک بہ طابق 2 صفر المظفر 1443 ھجری، بوقت شام 05:40 بجھر 40 منٹ زیر صدارت میر عبدالقدوس بن جنوب، اسپیکر بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئیہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با تقدیر تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔  
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا أَخْرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا  
يَزُورُونَ حَوْمَنْ يَقْعُلُ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَاماً لَّا يُضَعِّفُ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ  
وَيَخْلُدُ فِيهِ مُهَانًا لَّا مِنْ تَابَ وَأَمَنَ وَعَمِلَ عَمَلاً صَالِحًا فَأُولَئِكَ  
يُبَدِّلُ اللَّهُ سِيَّاتِهِمْ حَسَنَتٍ ط وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا

﴿پارہ نمبر ۹ سورۃ الفرقان آیات نمبر ۲۸ تا ۳۰﴾

ترجمہ: اور وہ لوگ کہ نہیں پکارتے اللہ کے ساتھ دوسرے حاکم کو اور نہیں خون کرتے جان کا جو منع کر دی اللہ نے مگر جہاں چاہیے اور بد کاری نہیں کرتے اور جو کوئی کرے یہ کام وہ جا پڑا گناہ میں۔ دُگنا ہو گا اُس کو عذاب قیامت کے دن اور پڑا رہے گا اس میں خوار ہو کر۔ مگر جس نے توبہ کی اور یقین لا یا اور کیا کچھ کام نیک سو ان کو بدل دے گا اللہ بُرا نیوں کی جگہ بھلائیاں اور ہے بخشے والا مہربان۔ صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيْمُ۔

جناب اپسکر: جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحيم۔

جناب شاء اللہ بلوچ: Point of Public Importance sir.

جناب اپسکر: جی شاء بلوچ پھر آپ زیرے صاحب۔

جناب شاء اللہ بلوچ: thank you بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ شکر یہ جناب اپسکر۔ جناب اپسکر صاحب! بلوچستان میں ایک معمول بن چکا ہے گزشتہ تین سے چار سالوں میں عوام اپنے جمہوری حق کے لیے جب سڑکوں پر نکل آتے ہیں۔ بالخصوص جس کو ہم شاہراہ عدل یا شاہراہ انصاف کہتے ہیں۔ جب یہاں آتے ہیں تو ہم ہمیشہ ان کا استقبال جتوں، ڈنڈوں، لاتوں اور گھونسوں سے کرتے ہیں۔ اور اُس کو تو ہم نے بھی دیکھ لیا تھا ہم سمجھتے تھے شاید یہ عام شہریوں کے لیے ہو گا۔ لیکن ہمارا بھی استقبال یہاں بکتر بندگاڑیوں سے کیا گیا۔ یہ ایک معمول ایک مزاج بن چکا ہے۔ جناب اپسکر! 8 ستمبر کو میڈیکل کالج اور اداروں میں داخلے کے خواہش مند طلباء اور طالبات جو کہتے ہیں۔ انہوں نے یہاں ایک احتجاج ریکارڈ کروایا۔ وہ احتجاج کیا تھا جناب والا! پہلے تو آپ کو یہ ذرا تادوں کہ یہ نوجوان ہے کوں یہ ہمارے 30 سے 32,33 ڈسٹرکٹس کے غریب جتنے بھی نوجوان ہیں ان کے ماں باپ بھی بہت ہی خستہ حال غریب الوطن کے جو ہمارے مغلوق الحال وطن کے جو ہمارے باشندے، شہری ہیں وہ اپنا مال و متاع بھیڑ کریاں بیچتے ہیں زیورات تک بیچتے ہیں زمین گردی رکھتے ہیں۔ اپنی تنخواہ کا آدھا حصہ کاٹ کر اپنے بچے اور بچیوں کو دیتے ہیں کہ وہ کوئی میں آ کر یہاں انٹری ٹیسٹ کی تیاری کریں۔ ان میں ایسے بچے بھی ہیں۔ میں اگر آپ کو ان کا قصہ سناؤں جس کو ہم کہتے ہیں کہ مرچی اور نمک کے مخلوں میں روٹی دبا کر ایک ایک ہفتہ تک کھاتے ہیں اسی انٹری ٹیسٹ کی تیاری کے لیے۔ یہاں سردیوں میں ٹھہر تے ہیں گرمیوں میں دھوپ میں پیدل ان ٹیسٹ سینیفرز میں جا کے وہاں کوشش کرتے ہیں تعلیم حاصل کرنے کی۔ تاکہ ایک سال دو سال کے بعد جب میڈیکل کالج میں داخلے کا وقت آتا ہے۔ تو وہ اپنی قابلیت اور ذہانت کے مطابق اُس میں کوئی غریب کوئی امیر بلا تنہیں ہوتا، ایک ٹیسٹ ہوتا ہے جہاں سب بیٹھ کر انٹری ٹیسٹ دیتے ہیں۔ 10، 12 ہزار اسٹوڈنٹس اس میں appear ہوتے ہیں۔ تو یہ بچے اتنے عرصے تک تیاری کر رہے تھے کہ اچانک کسی دن فیصلہ یہ ہوا کہ یہ ٹیسٹ یہاں نہیں ہو گا بلکہ آن لائن ہو گا ان میں ایسے بچے ہیں کہ جنہوں نے زندگی بھر کمپیوٹر دیکھا بھی نہیں ہے ان میں ایسے بچے بھی ہو گئے کہ جن گھر پر لیپ ٹاپ بھی نہیں ہے ان میں ایسے بچے ہیں جو آن لائن مزاج ہوتا ہے آن لائن جو ٹیسٹ کا اُس سے وہ واقف بھی نہیں ہے۔ ان کو بتایا گیا تھا یہ تین، چار

پانچ سال سے ہمیشہ سے ایک routine چلا آ رہا تھا۔ تو all of sudden جان سے کہا جاتا ہے کہ جی آپ جائیں اور آن لائن ٹیسٹ دیں۔ اب آن لائن ٹیسٹ میں جس طرح ابھی اس وقت پاکستان میں جس طرح EVM کے حوالے سے ہماری موجودہ حکومت اور الیکشن کمیشن میں جھگڑا چل رہا ہے۔ کہ reliable electric voting machine نہیں ہے تو آن لائن ٹیسٹ کیسے reliable ہو سکتا ہے۔ یہ معصوم بچے یہی سمجھتے ہیں پچیاں جنہوں نے اپنی زندگی گزاری جنہوں نے یہاں ایک ایک سال کرائے کے چھوٹے چھوٹے کمروں میں تین تین چار چار چھوٹے کے اور پچیاں یہاں آ کے رہتی تھیں انہوں نے ٹیسٹ کی تیاری کی کہ یہ ہمارے حق پر ڈاکہ ہے۔ یہ ان کے پاس کوئی mechanism نہیں ہے۔ وزیر اعلیٰ کے دفتر کے دروازے بند ہیں سیکرٹریٹ میں دروازے بند ہیں عدالتوں میں جانہیں سکتے اسے اسے ایک بارہ آتے ہیں ہم ڈنڈوں، لا توں گھونسوں سے ان کا استقبال کرتے ہیں تو یہ کہا جائیں۔ یہ یہاں آ کے پیٹھ گئے ایک غصب قسم کا آپ نے پتہ نہیں کیا نیا نظام بنایا ہوا ہے۔ مثال آپ اس پولیس آفیسر وہ جو رو یہ ہے وہاں دیکھے انسان کو شرم آتی ہے۔ یہ ویڈیو اگر بلوچستان سے باہر جائیگے وہ کیا سمجھیں گے کہ یہ بھیٹ بکریوں کا صوبہ ہے ہمارے بچوں کو بھیٹ بکری سمجھا جاتا ہے۔ اسی نوجوان کے سر پر بہتا ہوا خون ہے وہ دیکھا ہوگا۔ یہی وہ نوجوان ہے جن کو ہم مجبوراً لاطھیوں اور ڈنڈوں سے اُن کا استقبال کرتے ہیں یہی پھر باغی بن جاتے ہیں۔ آپ ان کے ساتھ پیار اور محبت کے ساتھ پیش آئیں ان کے معاملات سنیں۔ یہ آئینی اور قانونی بات کر رہے ہیں جمہوری بات کر رہے ہیں۔ انہوں نے سڑک پر احتجاج کیا ہے اگر یہ پہاڑ پر جا کے احتجاج کرتے تو آپ اُنکی منیں کرتے کہ پہاڑ سے اُتریں ہم آپ کے ساتھ بات کرتے ہیں۔ جب یہ سڑک پر آکے بات کرنے کے لیے آپ ان کی بات سنتے ہی نہیں ہے۔ جناب والا! میں آپ سے مطالبہ کرتا ہوں کہ ایک تو یہ ہے کہ آن لائن ٹیسٹ کے حوالے سے جو یہ فیصلہ ہوا ہے اس حوالے سے آپ رولنگ دیں کہ یہ ختم ہونا چاہئے۔ کیونکہ اس سے پہلے ان نوجوانوں کو بتایا نہیں گیا تھا۔ آپ کسی کو inform کرتے ہیں intimate کرتے ہیں on time اسی طرح اُس کی تیاری کرتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے میں اس ایوان کے توسط سے مطالبہ کرتا ہوں کہ پولیس الہکار جس میں SHO اور پولیس الہکار شامل ہیں مجھے کسی کا نام یاد نہیں ہے میں نے وہ ویڈیو یو یکھی تھی آپ وہ ویڈیو ضرور مانگوائیں اور اُس پر ان پولیس الہکاروں کے خلاف action کا آرڈر جاری کریں۔ کیونکہ اگر آج ہم نے اپنے ان بچوں کی دادرسی نہیں کی، آج ہم نے اگر یہ جو سر سے بنتے ہوئے خون کی قدر نہ کی، آج اگر ہم نے جمہوری انداز میں ان کا مطالبہ حل نہیں کیا۔ جناب والا! یہ اپنا بدله لیں گے۔ میں آپ کو گل خان نصیر کا ایک شعر سناؤں وہ

بہت important ہے وہ کہتا ہے بلوجی شعر،

بیت ولیٰ میں، مہلک ہے مئے مالا  
۔ ”چوش نہ بیت“ بیت دیری ڈو نگے سک پ جلا لا  
ہنگہ بہ بیت آ دوست مئے لالا، چوش نہ بیت،  
لشکر و فوجاں مئے سرا بیاریت کوش ٹھشا را دوست مداری ٹنگرے و رنا نشہ پچاریت۔

### چوش نہ بیت

آپ بچوں کو مارے ان کو پیش، ان کے سر سے خون بھائیں، عورت کے دو پڑھ اٹھائیں۔ تین سالوں سے بلوجستان میں MPA بات کرتا ہے، مطالبہ کرتا ہے، ”بکتر بند گاڑی چڑھادو“۔ یہاں نوجوان بات کرتا ہے اس کے اوپر لاثمی چارج کرو۔ global partnership teachers کے جو ٹیچرز تھے تین سال کے بعد ان کا مسئلہ حل تو ہوا۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ ان کے بچے اور ان کی نسلیں یاد کھیں گی کہ ہم نے ان خواتین کے ساتھ کیا کیا یہ ہمارے مستقبل کے ڈاکٹر زیں یہ ہمارے مستقبل کے معمار ہیں۔ یہ ہمارے مستقبل کے قائدین ہیں۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں جناب والا! ان کے حوالے سے۔۔۔

جناب اپنیکر: جی اس کو kindly conclude کریں۔

**جناب شاء اللہ بلوچ:** دوسرا ایک public importance point کا اہم point ہے۔ جناب والا! بلوجستان تقریباً 2 ہزار کلو میٹر بارڈر share کرتا ہے افغانستان اور ایران کے ساتھ ہم نے بارہا یہ بات کی جب آپ بارڈ لگاتے ہیں ایک پالیسی معاشی، معاشرتی اور تجارتی بنائیں۔ لوگ بھوک سے مر رہے ہیں اور اس کا واضح ثبوت جب ہم جاتے ہیں علاقوں میں لوگوں سے ملتے ہیں تفتان بارڈر پر چار گیٹ بننے ہوئے تھے ان چار گیٹوں میں ایک بازار چہ تھا، ایک زیر یو پاوٹھ تھا، ایک راہداری گیٹ تھا۔ تین گیٹ پاکستان نے بند کر دیئے ایک گیٹ ایران نے بند کر دیا ہے تفتان میں۔ جناب والا! یہ ڈرامہ کوئی چار پانچ مہینے سے جاری ہے وہاں کی ساری معیشت وہاں کے لوگوں کی، جتنی بھی آبادی ہے تقریباً وہ کوئی ایک ڈیڑھ لاکھ تو خیر وہاں کی جو آبادی ہے اس کے علاوہ پوری دنیا یہاں سے لوگ جاتے ہیں تاجر جاتے ہیں گاڑیاں جاتی ہیں مزدور جاتے ہیں تقریباً بلوجستان چھ سے سات لوگوں کا انحصار صرف تفتان بارڈر کے ان گیٹوں پر ہے۔ وہاں اچانک یہ گیٹ بند کر دیئے گئے۔ اور اس سلسلے میں حکومت کوئی بات ہی نہیں کر رہی ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ آج پھر گوادر میں ماہی گیروں نے یہ اعلان کیا ہے کہ اگر گوادر میں غیر قانونی ٹرالنگ کا خاتمہ نہیں ہوتا تو ہم جا کے غیر قانونی ٹرالر لکر کرنے والوں کے ٹرالرز جلا دیں گے۔ تو یہ بدامنی بلوجستان میں ویسے بھی مانگی ڈیم کا مسئلہ ہے ہم تحریک الٹا میں آکے اس سے بات کر

لیں گے بعد میں لیکن آپ دیکھ کر اس صوبے میں جو صورت حال بنتی جا رہی ہے۔ جو تصویر اس صوبے کی آرہی ہے سوائے احتجاج کے، پٹ فیڈر نصیر آباد سے لے کر تفتان سے لے کر آپ کے گواہ اور مکران سے لے کر شاہراہ عدل و انصاف پر ان معصوم بچوں کا کل کا بہایا ہوا جو خون ہے۔ اُس کو دیکھیں اس صوبے میں آپ کو کہیں پر کوئی پر سکون سامنہ بھت والا کوئی دل کو خوش کرنے والا کوئی منظر آپ کو کبھی نظر آتا ہے؟ کیا یہ صوبہ اسی لیے بنا تھا ہمارے آباؤ واجداد نے کیا یہ حکومت اس لئے بنی ہے جس کے پانچ سو چھاس ارب روپے کا بجٹ ہے کہ آپ لوگوں کے صرف سر پھوڑیں اور ان کو ماریں تو جناب اسپیکر صاحب! میں آپ سے گزارش کرتا ہوں۔۔۔

**جناب اسپیکر:** thank you ثناء بلوج صاحب۔

**جناب ثناء اللہ بلوج:** کہ بالخصوص بولان میڈیکل کالج کے جو aspirants ہیں یا sorry میڈیکل کالج کے جو خواہ شمند طلباء ہیں ان کے حوالے سے ایک strong ruling دے دیں اور یہ ویڈیو منگوالیں۔ شکر یہ جناب اسپیکر۔

**جناب اسپیکر:** آپ اسی پر بات کریں گے اسی میں جی ملک صاحب اس حوالے سے ویسے بھی ایک تحریک التوالیے ہیں۔ Monday کو اس کو پیش کریں گے یا اُس کو۔۔۔

**جناب نصراللہ خان زیریے:** جناب اسپیکر! میں ذرا اس پر، ایسا تھا کہ ماضی میں PMDC پاکستان میڈیکل ڈینسل کوسل ہوا کرتی تھی۔ موجودہ حکومت نے اُس PMDC کو ختم کر کے پاکستان میڈیکل کمیشن بنایا جو composition PMDC کا ہوا کرتا تھا اُس میں پروفیسرز ہوتے تھے اُس میں منتخب نمائندے ہوتے تھے۔ بڑے بڑے ڈاکٹرز ہوتے تھے۔ لیکن موجودہ حکومت نے اپنے مذموم مقاصد کے لئے PMC بنایا اور آج PMC نے first time یا آپ نے کبھی سنائے کہ 30 اگست سے لے کر کے 31 ستمبر تک وہ ہر دن دو میٹیں منعقد کرتے ہیں میڈیکل سٹوڈنٹس کا آن لائن اور اس میں ہمارے صوبے کے آٹھ ہزار students appear ہو رہے ہیں۔ اور جو طریقہ کا رہے آن لائن کا اور آن لائن کا آپ کو پڑھے ہے جناب اسپیکر! آپ کی اسمبلی میں وہ نیٹ اس طرح کام نہیں کر رہا ہے۔ وہ بچے tablet اٹھا کر کے جب بیٹھتے ہیں جب key دباتے ہیں تو وہ question وہاں غلط ہو جاتا ہے۔ یہاں انہوں نے 210 مارکس رکھے ہیں۔ اور یہاں ہمارے بچے میڈیکل کے وہ بیچارے 137 انہوں نے رکھا ہے کہ 137 والے پاس ہوں گے۔ یہاں تین سال سے try کرنے والے بچے جو قابل ہیں وہ بیچارے بھی فیل ہوئے ہیں۔ ابھی تک پچاس پرسنٹ ٹیکسٹ ہوئے ہیں اُس میں اکثریت فیل ہو چکی ہے۔ تو جناب اسپیکر! یہ ادارہ TIPS کے نام پر ابھی انہوں نے بنایا ہے

نے اور انہوں نے per student آٹھ ہزار روپے وصول کر رہا ہے۔ پچھلے سال اس کی فیس پندرہ سو روپے تھی جو ایک دن ٹیکسٹ ہوا۔ آج وہ فیس پندرہ سو روپے سے جا کر کے آٹھ ہو گئی ہے۔ اس طرح چار کروڑ 80 لاکھ روپے TIPS نے جوادا رہ PMC نے قائم کیا ہے۔ جو ٹیکسٹ لے رہے ہیں، جونا تجربہ کار ہیں، جس کی وجہ سے یہ تمام مسائل صرف کوئٹہ میں نہیں ہوئے ہیں۔ کراچی میں بھی لوگ PMC کے خلاف اٹھے ہیں۔ ہمارے تو بچوں کو انہوں نے ڈنڈے مارے اُن کو جیل میں بھیج دیا۔ تو میں سمجھتا ہوں اُن کے جو مطالبات ہیں کہ جو آن لائن ٹیکسٹ ہے، اُس کو ایک دن میں کیا جائے۔ دوسرا جو تمام پہلے یہ ہوتا تھا، یہ آپ ٹیکسٹ mcqs کرتے تھے نیچے کاربن ہوتا تھا آپ کورس کو پتہ چل جاتا تھا میرے اتنے questions mcqs کے طبیک ہیں اتنے غلط ہیں۔ بچے کو بھی پتہ چلتا وہاں جو ٹیکسٹ لینے والے اُن کو بھی۔

**جناب اپسیکر:** thank you

**جناب نصراللہ خان زیرے:** ایک ماہ کے بعد رزلٹ آئے گا اُس میں سارے بچے فیل ہو گے پھر آپ کا میڈیکل میں کون جائے گا؟ تو اس کی انکوارٹری ہونی چاہیے۔ جن بچوں پر تشدد ہوا ہے اُن بچوں کے اوپر جس نے تشدد کیا ہے اُن کے خلاف انکوارٹری ہونی چاہیے۔ وزیر داخلہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اُس کا بیان بھی آیا تھا میں نے نوٹس بھی لیا ہوا ہے اور اس PMC کی آپ وفات سے بات کریں کہ یہ بہت بڑا مشکل جو ہے۔

**جناب اپسیکر:** چلو اس پر گورنمنٹ کاموں قف لیتے ہیں۔ thank you

**سردار عبدالرحمٰن کھیتران (وزیر خوارک و بہبود آپادی):** یہ ہمارے پرانے ساتھی بیٹھے ہوئے ہیں سردار محمد یہ خاران سے تھے تو اُن کو میں اس ایوان میں اپنی طرف سے اور اپنی پارٹی کی طرف سے خوش آمدید کرتا ہوں۔

**جناب اپسیکر:** سردار صاحب کو اپنے پورے ایوان کی طرف سے ہم خوش آمدید کہتے ہیں۔ جی ملک صاحب تحریک تولائے ہیں۔

**ملک نصیر احمد شاہوی:** تحریک تولائے ہیں سر اس میں۔

**جناب اپسیکر:** میرے خیال میں بات تو ہو گئی ہے اس کو میں دیکھ لیتا ہوں آپ بات کر لیں۔

**ملک نصیر احمد شاہوی:** میں اس لیے بات کرنا چاہتا ہوں سر ابہت ساری چیزیں رہ رہی ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ یہ آن لائن جو ٹیکسٹ ہو رہا ہے۔

**جناب اپسیکر:** اسی میں اور چیزیں نہیں وہ دوسرا اپناترین صاحب۔

**ملک نصیر احمد شاہوی:** اسی پر اسٹوڈنٹس نے خاص کر جو احتجاج کیا وہ تو حق پر اور حق پر منی تھا۔ جناب

اپنیکر! میں اس کی مدد کرتا ہوں اور طالب علموں پر جس طرح لاثی چارج کیا گیا خصوصاً وہاں ہماری جو بہنیں اور بچیاں تھیں اور ان کے ساتھ وہ لڑ کے جو اسٹوڈنٹس تھے انکو ہوا ہان کر دیا گیا۔ ان کی بات حق اور حق پر تھی۔ جناب اپنیکر! اس سے اہم گھپلا یہ ہے کہ ہائی ایجوکیشن اسکاؤنٹ ائریکٹ ٹیسٹ وہاں سے لے رہا ہے۔ جبکہ اٹھار ہوئیں ترمیم کے بعد یہ اختیارات صوبے کے پاس ہیں۔ اور ہمارے جو ایجوکیشن کا وزیر ہے اُس کو اس پر سخت نوٹس لینا چاہیے۔ یہ ٹیسٹ ہم یہاں بھی compile کر سکتے ہیں۔ کسی ادارے کو بلا کر ہمارے ہی صوبے کے اندر اس قسم کا ایک چھوٹا سا ٹیسٹ بنائے کہ کسی کمپیوٹر میں ڈال کے ہمارے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے لوگ لے سکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ اٹھار ہوئیں ترمیم کے بعد صوبے کے اندر کھلی مداخلت ہے۔ جو ہائی ایجوکیشن وہاں سے لے رہی ہے ڈائریکٹ آن لائن یا اُس کا حق نہیں بنتا اٹھار ہوئیں ترمیم کے بعد یہ صوبے کا حق نہتا ہے۔ دوسرا بڑی بات یہ ہے جناب اپنیکر صاحب! کہ جب یہ ٹیسٹ لیا جا رہا ہے۔ اس وقت اسٹوڈنٹس کے رزلٹ آئے نہیں ہیں میڈیا یکل کے کہ پتا نہیں کہ کل کتنے لوگ پاس ہوئے کتنے فیل ہوئے۔ تمام اسٹوڈنٹس کے روزانہ ڈیڑھ سو دو سو تین سو چار سو لوگوں کا جس طرح نصر اللہ ذیرے نے کہا کہ سٹوڈنٹس کے رزلٹ آنے ہیں۔ جناب اپنیکر صاحب! اس میں سے اکثر 60 فیصد فیل ہو جاتے ہیں۔ جو فیل ہو جاتے ہیں تو ان سے جناب اپنیکر صاحب! یہ نوٹ کرنے کی بات ہے میں نے کہا رزلٹ آنے سے پہلے ٹیسٹ لیا جا رہا ہے میڈیا یکل کا جب ان میں سے 60 فیصد 50 فیصد آج آٹھ ہزار روپے فیس کیوں اسٹوڈنٹ بھر کے وہ امتحان دیتے ہیں کل جب رزلٹ آئے گا وہ فیل ہے اس ٹیسٹ کا دے دیا۔ تو یہ وقت سے بھی پہلے ایک ٹیسٹ ان سے لیا جا رہا ہے جو ظلم ہے اور جو پھر فیل ہونے کے وہ کیوں ہزاروں روپے بھر دیں احتجاج کرنا ان کا حق نہتا ہے۔ وہ اس کو ایک صوبے کے حوالے کر دیا جائے دوسرا یہ کہ رزلٹ آنے کے بعد خصوصاً۔ تیسری بات یہ ہے جناب اپنیکر صاحب! کہ یہ 14 میڈیا یکل کا جو لوگوں کے جو ہمارے میڈیا یکل کا لج ہے ان کا ٹیسٹ لیا جا رہا ہے سب سے بڑی بات یہ ہے ایک اہم گھپلا جو گزشتہ دنوں سے سو شل میڈیا پر viral ہوئی ہے۔ یا ایک ٹیسٹ یہ جو NTS یا کوئی بھی ہے، مختلف testing service ہیں ان کے جو لوگ ہیں ٹیسٹ لینے سے پہلے ان کے ساتھ بیٹھ کر ادارے کے ساتھ بیٹھ کر کے طے کرتے ہیں یہ دولائھ سے لے کر آٹھ لاکھ تک جناب اپنیکر صاحب! یہ پیسے لے رہا ہے TV پر ایک بہت بڑا talk show ہوا اور گزشتہ دنوں بھی جب اسٹوڈنٹس کو انہوں نے tab دیے اُن سے کہا گیا کہ ایسے بھی اسٹوڈنٹس ہوں گے جن کو tab دیا گیا جن کے پہلے سے mark کیا ہوا ہے تو وہ بہت سارے سٹوڈنٹس کو جن سے پیسے لیتے ہیں اُن کو ایک code

دیتے ہیں۔ جب وہ click کرتے ہیں اُس میں کو، اُس پر پہلے سے yes کا بٹن لگا ہوتا ہے صرف وہی بٹن دباتے ہیں۔ اور وہ پسیے پہلے ہی انہوں نے دے دیے ہیں وہ اُس میں سوفیصد پاس ہوتے ہیں۔ تو لاکھ والے بھی ہیں چار لاکھ والے بھی ہیں چھ لاکھ تک بھی ہیں، آٹھ لاکھ تک بھی ہیں۔ اور ایک اڑکی جو گز شنہ دنوں فیل ہوئی اُس نے پسیے دے دیے تھے سو شل میڈیا پروارل ہوئی۔ اور اُس نے ان سے کہا ہے کہ دو ٹیکسٹ چھوڑ دیسرے ٹیکسٹ میں پھر ہم آپ کو بھائیں گے آپ کا ٹیکسٹ لیں گے آپ کو پاس کر دیں گے۔ یہ ادارہ بالکل گھپلا ہے وہاں سے آکر ایک سشم شروع کیا ہے۔ ہم اکثر کہتے ہیں جناب اپسیکر صاحب! کے یہاں ایجوکیشن کی ایک کمیٹی بنائی جائے اور خاص کرہائے ایجوکیشن کا یعنی نہیں بتا اٹھار ہویں ترمیم کے بعد۔۔۔

**جناب اپسیکر:** ٹھیک ہے ملک صاحب! آپ لوگ اُس کو دیکھیں گے۔

**ملک نصیر احمد شاہوی:** منشی صاحب نہیں ہیں اُس کو تو جواب دینا چاہیے۔

**جناب اپسیکر:** ٹھیک ہو گیا۔

**ملک نصیر احمد شاہوی:** جناب ایسا یہ ایجوکیشن کا یہاں بلوچستان میں کوئی آفس بھی نہیں ہے۔

**جناب اپسیکر:** ٹھیک ہے ملک صاحب! اس کو windup کریں اور اگلے والوں کو بھی موقع دیں۔ میں اس پر رونگ دیتا ہوں۔ گورنمنٹ کی طرف سے اگر کسی کو اس میں کوئی انفارمیشن ہے اس سلسلے میں بات کرنا چاہتا ہے۔ یہ جو آن لائن ٹینسٹنگ سسٹم ہے۔ آپ ایسا کریں ناں اس گورنمنٹ کا چھوڑیں۔ آپ ایسا کریں کہ ایک تو چیف سیکرٹری کو ایک لیٹر لکھ دیں کہ اس کا بریف ہمیں بھیج دیں۔ اور اس کا طریقہ کار جو بھی ہے۔ صوبے کی کیا پوزیشن ہے اور مرکز سے بات کرنی ہے تو اُس سے بات کریں، صوبہ کہاں تک اس میں involve ہے۔ دوسرا شناع بلوج صاحب! اور سارے آپ لوگ لائے ہیں۔ بارڈر کے حوالے سے بہت اہم بات جو آپ نے کی، واقعی اس میں بہت مسئلے ہیں۔ اور وہ لوگ نان شبینہ کے بھی محتاج ہو رہے ہیں۔ تو اس سلسلے میں انشاء اللہ concerned لوگوں سے مل کے میں حال و احوال بھی کروں گا اور اس سلسلے میں بات بھی کریں گے۔ اگر ہو سکے تو اُس کیلئے ایک کمیٹی جس میں کچھ لوگ معزز ایم پی ایز ہمارے وہ بھی ساتھ لے کے ہم جاتے ہیں۔

**جناب انشاء اللہ بلوج:** اس میں بارڈر کے حوالے سے پاک ایران جو بارڈر کمیشن یا ان کا جو پاک ایران جو ایک کمیشن تھا آن روڈ ٹرانسپورٹیشن اُس کی کاپی میرے پاس ہے۔ باقی وہ بھی آپ کیساتھ شیر کروں گا۔ لیکن میڈیا کالج کے حوالے سے آپ نے وہ ویڈیو خود کیکھی وہ منگلوائیں۔

**جناب اپسیکر:** وہ میں ابھی کرنے والا ہوں۔

**جناب شناع اللہ بلوچ:** نہیں اس میں سر! یہ کریں کہ جب تک ان پولیس والوں کے خلاف کارروائی یا جو انویسٹی گیشن ہے۔۔۔

**جناب اپسیکر:** ایک منٹ مجھے چھوڑ تو دیں۔

**جناب شناع اللہ بلوچ:** جی ہاں شکریہ۔

**جناب اپسیکر:** ہوم فنڈر صاحب یہاں موجود ہیں۔ ہوم فنڈر صاحب! آپ نے دیکھا جو چیز ہوئی ہے۔ تو اسکی فل رپورٹ آپ لے لیں، آپ بریفنگ لے لیں اگر اس میں اسٹوڈنٹس قصور وار ہیں یا پولیس والے ہیں اُن کے خلاف کارروائی کریں اور رپورٹ فوری طور پر آئی جی کور پورٹ دیں ہوم فنڈر صاحب! آپ بھی اس کو پرنٹی لے کے آئی جی کو لیٹر لکھیں آپ اس کا نوٹس لیں۔

**میرضیاء اللہ لانگو (وزیر داخلہ و قبلی امور):** بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ شکریہ جناب اپسیکر صاحب! میں نے کل ہی اس کا نوٹس لیا ہے کل ہی ان کو لیٹر بھیجا ہے کہ مجھے چوبیں گھنٹے کے اندر اندر اس کی رپورٹ دیدیں۔ وہ رپورٹ دیں گے میں آپ کو دیدوں گا۔

**جناب اپسیکر:** شکریہ۔ ملک صاحب! already ساری چیزیں ہو گئیں پھر تحریک اتوکوفنٹاد یتے ہیں۔

**ملک نصیر احمد شاہوی:** جناب اپسیکر صاحب! اس کا جواب تو فنڈر دیگا۔ ایک تو میں کہتا ہوں ابھی تک۔۔۔

**جناب اپسیکر:** چیف سینکڑی کو لیٹر لکھ دیا۔ فنڈر نہیں دیگا۔

**ملک نصیر احمد شاہوی:** مقصد ہمارے ایف ایس کے اسٹوڈنٹس کا رزلٹ نہیں آیا ہے، بعض لوگ فیل ہوں گے اُس سے پہلے وہ سب سے پہلے لیکر۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہائی ایجوکیشن وہاں سے آن لائن لیتا ہے۔ وہ اس کی اٹھار ہویں ترمیم کے بعد وہ۔۔۔

**جناب اپسیکر:** وہ کہہ دیا۔ ملک صاحب! رولنگ آگئی۔

**ملک نصیر احمد شاہوی:** تیسرا اہم بات میں نے یہ کی کہ یہ پہلے سے فیڈ کیا ہوا ہے۔

**جناب اپسیکر:** آپ نے جو باتیں کی ہیں وہ نوٹ ہو گئیں اور اس کو ہم پرنٹ لیں گے اور چیف سینکڑی اس کی ساری رپورٹ۔۔۔

**ملک نصیر احمد شاہوی:** میں اس ادارے کے بارے میں کہتا ہوں کہ یہ پیک ادارہ ہے پیسے لیتا ہے۔ اب بھی بہت ساری چیزیں اس کی واٹرل ہو چکی ہیں بعض لوگوں کو جنہوں نے پیسے دیے ہیں ان کو اس طرح کا ٹیکٹ دیا گیا ہے۔

**جناب اپیکر:** ملک صاحب! ایک دفعہ گورنمنٹ کا مو قف تو لے لیں۔ جی اختر لانگو صاحب۔

**میر اختر حسین لانگو:** جناب اپیکر صاحب! آج سے کچھ دن پہلے یہاں جس دن سردار عطاء اللہ مینگل صاحب کی تعزیتی قرارداد کے حوالے سے جوبات ہو رہی تھی۔ اُس میں اسد بلوچ صاحب نے پنجور کے حوالے سے جو امن و امان کے معاملات اٹھائے پورے صوبے کیاں وقت امن و امان کے حوالے سے جو situation ہے جناب والا! وہ پنجور سے کچھ مختلف نہیں ہے یا پنجور سے۔۔۔

**جناب اپیکر:** اس میں تحریک التوا ہے۔

**میر اختر حسین لانگو:** نہیں میں کوئی اور بات کر رہا ہوں۔

**جناب اپیکر:** جی۔

**میر اختر حسین لانگو:** پورے صوبے کے حالات بھی وہی پنجور جیسے ہیں۔ ہمارا یہ جو کیپٹل ہے کوئی سٹی ہے اس میں بھی سیکورٹی کے جو معاملات ہیں یہاں جو ہم معزز کریں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان سب کی جو سیکورٹی کے حوالے سے جو حکومت کی ذمہ داریاں بنتی ہیں بجائے اس کے کہ حکومت اپنی ذمہ داریاں پوری کرے میں یہ سمجھتا ہوں کہ بحیثیت کسٹوڈین آف دی ہاؤس آج میری نظر سے ایک لیٹر گز رہے جوڑی جی لیویز صاحب نے آپ کو لکھا ہے آپ کیسا تھ 2019ء سے جو ایک لیویز آپ کو گاڑی اسکوڈ کے طور پر دیا تھا بحیثیت اپیکر بلوچستان اسمبلی آج ڈی جی لیویز کا جو ایڈمن آفسر ہے وہ اپیکر بلوچستان اسمبلی کے جو سیکورٹی انچارج ہے ان کو لیٹر لکھتا ہے کہ جی آپ کی گاڑی close ہو گئی ہے آپ گاڑی ڈی جی لیویز کو واپس کر لیں۔ یہ میرے خیال سے ایک اپیکر کو یا اپیکر کے اشاف کو ایک ایڈمن آفسر ڈی جی لیویز کا اگر لینا بھی ہے تو اُس کا پر اپر ایک فورم ہوتا ہے۔ منظر صاحب لکھ لیں، ہی ایم ہاؤس کی طرف سے کوئی لیٹر آجائے، اس منظر کے اور اس کے اسٹیشن کے مطابق کوئی اُس کے ساتھ correspondence ہو جائے تو میرے خیال سے پھر بھی کوئی بات ہے لیکن ڈی جی لیویز کا ایک ایڈمن آفسر وہ اپیکر کو یا اپیکر کے اشاف کو لکھتا ہے کہ آپ کے اسکوڈ کی گاڑی ہم نے close کر دی اور نوٹس دیتا ہے کہ یہ گاڑی آپ اتنے دن کے اندر اندر ڈی جی لیویز کے آفس میں جمع کروادیں۔ اس سے میرا اور اس ایوان کا بھی استحقاق مجرور ہوا ہے اس سے اپیکر کا استحقاق مجرور ہوا ہے اور اپیکر جو کسٹوڈین ہیں اس ہاؤس کے تو اپیکر کیسا تھ ساتھ میرے خیال سے اس ایڈمن آفسر نے اس پورے ایوان کا استحقاق کو مجرور کیا ہے۔ میری اس سے ریکویسٹ ہے کہ یا تو سرکار ہماری جان و مال کی حفاظت کا ذمہ اٹھائے۔ ہم بخدا کوئی گن میں وغیرہ نہیں اٹھائیں گے یہ پورے ایوان کی میں بات کرتا ہوں میں اپنی ذات کا کہتا ہوں میں کوئی گن میں وغیرہ نہیں

اٹھاون گا۔ جو ہمیں چار دیے ہیں وہ بھی close کر دیں ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے وہ بھی ہمیں نہیں چاہیے لیکن یہ کہ اگر threats کے معاملات ہیں اگر چیزیں خراب ہیں اگر چیزیں اندر کنٹرول نہیں ہیں تو پھر اس طرح کے فیصلوں سے اس سے پہلے جوں کے مہینے میں بھی ہمارے اپوزیشن کے کافی ساتھیوں کے جو گن میں تھے وہ close کیے گئے۔ جو چار گن میں ہمیں ڈیلی ڈیجسٹ پر لیویز کے دے ان کی تھخاں ہیں ظہور صاحب نے رکھی ہوتی ہیں۔ بہر حال اس سے میرے خیال سے میرا اس وقت میں پوائنٹ یہ ہے کہ اپیکر کو یا ان کے اشاف کو لیٹر لکھنا اس سے اس ایوان کا استحقاق محروم ہوا ہے اس پر جناب اپیکر! آپ نوٹس لے لیں۔

**جناب اپیکر:** شکریہ۔

**جناب شاعر اللہ بلوچ:** جناب اپیکر صاحب! میں سمجھتا ہوں کہ ہر شہری کو بکتر بند گاڑی دینی چاہیے ان کو جو بلوچستان کے بدامنی کے حالات ہیں۔ اور ہر اپیکر صاحب کی گاڑی بھی واپس لے رہے ہیں۔ تو خدا ہدایت کرے ان کو پتہ نہیں کیا مقاصد ہیں ان کے۔

**جناب اپیکر:** جی شکریہ۔ لانگو صاحب! اتفاق یہ میری نظر سے بھی گزرا، مجھے تو سمجھنہیں آتا ہے کہ ایک ایڈمن آفیسر اور ڈی جی اپیکر کو لیٹر کیسے لکھ سکتے ہیں؟ اُس کے ہوم منستر یا ہوم منستر بھی کیونکہ ہاؤس کے کسٹوڈین کے ناطے چیف منستر لکھ سکتے ہیں لیکن کوئی اور لکھ ہی نہیں سلتا ہے کہ اُس کے سیکورٹی ہے۔ وہ ایک decision لیں اور کہیں کہ ہماری جان و مال یہاں محفوظ ہے تو ہم وہ چیزیں دینے کو تیار ہیں۔ لیکن وہ بھی ہمیں نہیں چاہیے۔ ہوم منستر صاحب! اس میں میرا استحقاق محروم ہوا ہے۔ اور اس میں جام صاحب فوری طور پر ڈی جی لیویز کو suspend کریں اور جو concerned ایڈمن آفیسر ہے اُس کو بھی suspend کریں۔ نہیں تو جام صاحب ہم اس کو استحقاق کیٹیں میں ریفر کریں گے۔ کیونکہ آپ کے knowledge میں یہ چیز لاٹی ہے۔

**وزیر داخلہ و قبلی امور و پی ڈی ایم اے:** بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ دیکھئے جناب اپیکر! جہاں تک ارکان اسمبلی کی سیکورٹی کی بات ہے وہاں ان کو وہ سیکورٹی فراہم کی گئی ہے جو چار سیکورٹی الہکار ان کو دیے جاتے ہیں۔ تھخا ہیں وہ فناں ڈیپارٹمنٹ سے پوچھیں گے کہ کیوں تھخا ہیں نہیں دے رہا ہے؟ ہم نے انکو کسی سے close کئے ہیں۔ باقی جس لیٹر کی آپ بات کر رہے ہیں، یہ لیٹر میری نظر سے بھی نہیں گزرا اور میں نے دیکھا بھی نہیں ہے۔

**جناب اپیکر:** تو یہ اتنے پاور فل ہو گئے ہیں کہ ہوم منستر کو بتائے بغیر اپیکر کو جو گاڑی الٹ ہوئی ہے اُسکو واپس کریں۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ بالکل آپ کو آن بورڈ لیتے نہیں ہیں؟

**وزیر داخلہ و قبائلی امور و پیڈی ایم اے:** مجھے انہوں نے اس چیز پر آن بورڈ بالکل نہیں لیا ہے۔ میں اس کا پتہ کرتا ہوں۔

**جناب اسپیکر:** تو اس میں آپ بھی کہ آپ کا بھی استحقاق محروم ہوا ہے۔ کسٹوڈین آف دی ہاؤس کو تو چھوڑ دیں۔

**وزیر داخلہ و قبائلی امور و پیڈی ایم اے:** میں اس کا پتہ کرتا ہوں کہ معاملہ کیا ہے۔

**جناب اسپیکر:** آپ کو پتہ تو ہو گیا ہے لیٹر آ گیا ہے اس کو آپ suspend کرائیں۔ جام صاحب کو اور آپ کو دونوں کو استحقاق کمیٹی میں وہ۔ پھر آپ کہہ دیں کہ مجھے بلا یا نہیں گیا ہے۔ جس نے کیا ہے تو میرے خیال میں اس طرح نہیں ہے۔

**ملک نصیر احمد شاہوی:** جناب اسپیکر صاحب! ہوم منٹر کی وضاحت ہے وہ بھی ایسے نہیں ہیں کہ ہمیں پتہ نہیں ہے۔ ہر بات کا ان کو پتہ نہیں ہے تو پھر اس فورم پر۔۔۔

**جناب اسپیکر:** نہیں نہیں ہوم منٹر نے ہر وقت کہا ہے کہ مجھے پتہ ہے۔ لیکن آج کے لیٹر کا مجھے پتہ ہے کہ اس کو پتہ نہیں ہے۔ باقی پتہ ہے ہوم منٹر کو۔

**ملک نصیر احمد شاہوی:** میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمارے ہوم منٹر با اختیار بننا چاہیے ہمارے بھائی کو جو اس کو منٹری ملی ہے وہ اپنا اختیار اس میں۔ اگر آپ اس ایوان کے کسٹوڈین ہیں آپ کا اگر استحقاق محروم ہوتا ہے تو کم از کم ان ممبر ان اسمبلی جو 65 ہیں میرے خیال میں اُن سب کا استحقاق محروم ہوا ہے۔

**جناب اسپیکر:** نہیں اس کا ایڈمن آفیسر کو تو اختیار نہیں ہے، اگر کیا ہے تو چیف منٹر اسمبلی جوابدہ ہیں۔ جی ترین صاحب! ہو گیا۔ thank you۔ جی منٹر ایجوکیشن نہیں ہیں۔ وقفہ سوالات کی میرے خیال میں انہوں نے درخواست دے دی ہے تو وزیر تعلیم کے جتنے سوالات ہیں انکو ڈیفر کر دیں اگلے اجلاس کیلئے۔ جوز ابدر کی کے سوال ہیں وہ آئے نہیں ہیں۔ منٹر صاحب موجود ہیں۔ جوابات اسمبلی کو موصول ہوئے ہیں تو انکو dispose-off کیا جاتا ہے۔ وقفہ سوالات ختم۔

**ملک سکندر خان ایڈ ووکیٹ صاحب!** کا توجہ دلاؤ نوٹس ہے لیکن منٹر ایس اینڈ جی اے ڈی میرے خیال میں چھٹی پر ہیں اسلام آباد میں ہیں۔ ابھی توجہ دلاؤ نوٹس ہے۔ ملک سکندر خان ایڈ ووکیٹ صاحب! اپنے توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔

**ملک سکندر خان ایڈ ووکیٹ (قاائد حزب اختلاف):** شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ وزیر برائے محکمہ ہائے عمومی

نظم و نسق کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی جانب مبذول کروائیں گے کہ آئین کے آرٹیکل (3) 29 کے تحت پالیسیوں کے اصولوں کی تکمیل سے متعلق رپورٹ ہر سال ہاؤس میں پیش کرنا ہوتی ہے اس بابت جناب اسپیکر! کی روائی کے باوجود مندرجہ روپورٹ اسمبلی میں پیش نہ کرنے کی کیا وجہات ہیں تفصیل فراہم کی جائے؟

**جناب اسپیکر:** جی، جواب تو آیا ہے آپ اس پر کہیں گے۔ جی۔

محترمہ ماہ جبین شیران (پارلیمانی سیکرٹری قانون و پارلیمانی امور): جناب اسپیکر! یہ توجہ دلاو نوٹس جو ہے اس میں لاءِ اینڈ پارلیمانی آفیسر کو ایڈرس کیا گیا تھا جو نکہ یہ subject ہے ایس اینڈ جی اے ڈی کا ہے تو ان کو لاءِ ڈیپارٹمنٹ کی طرف لکھا گیا ہے ان کی طرف آج میرے خیال رپورٹ ایک جمع کرائی گئی ہے کیونکہ سر! یہ پہلی دفعہ بلوچستان کے اسمبلی میں ماضی میں اس بابت اس طرح کی رپورٹ پیش نہیں ہوئی ہے تو اس پر تھوڑا سا ٹائم لگے گا مختلف ڈیپارٹمنٹس کو بھی لکھا گیا ہے اس حوالے سے تو آپ جناب سے request ہے کہ آئندہ اجلاس میں انشاء اللہ یہ رپورٹ پیش کر دی جائی گی تو آپ سے request ہے کہ آئندہ اجلاس تک اس میں مهلت دی جائے۔

**جناب اسپیکر:** جی۔

**قادمہ حزب اختلاف:** جناب اسپیکر صاحب! اصل میں جس طرح میدم نے خود فرمایا کہ پہلی دفعہ یہ point اٹھایا گیا ہے، اس سے پہلے اسمبلی میں کبھی یہ پچھلے سالوں میں یا جب سے اسمبلی بنی ہے یہ بات نہیں آئی ہے اس لئے اس کے صحیحہ اور سوچنے کے لئے ٹائم کی ضرورت ہے۔ یہاں پر انہوں نے اس بات کی بھی بڑی اچھی بات کہی ہے کہ جہاں تک رپورٹ پیش نہ کرنے کی وجہات کا تعلق ہے اس کی بظاہر ایک وجہ یہ ہے کہ اس سے قبل بلوچستان میں ماضی میں صوبائی اسمبلی میں اس بابت کوئی رپورٹ پیش نہیں کئی گئی ہے اسی وجہ سے ہی متعلقہ صوبائی مکاموں کو جوابات پیش کرنے میں مشکلات پیش آ رہی ہیں تاہم یہ یقین دہانی کرائی جاتی ہے کہ انشاء اللہ بلوچستان صوبائی اسمبلی کے آئندہ اجلاس تک مطلوبہ رپورٹ مرتب ہو کر پیش کی جائیگی جناب اسپیکر! اصل میں جوانہ تائی اہمیت کا حامل میرا یہ توجہ دلاو نوٹس ہے آئین میں جناب اسپیکر صاحب کہ 1973ء کا آئین ہے اور 1973ء کے آئین میں اس بات کی صراحت کی گئی ہے کہ حکمت عملی کے اصول طے ہوئے ہیں آئین میں آرٹیکل 29 سے آرٹیکل 40 تک۔ اب 48 سالوں میں اس وقت یہ 48 رپورٹس قومی اسمبلی میں بذریعہ پریزیڈنٹ اور صوبائی اسمبلی میں بذریعہ گورنر زیر رپورٹ ہر سال پیش ہو جانی چاہئے تھی۔ لیکن کتنی بدقتی کی بات ہے کہ ہماری اسمبلی کو تو یہ پتہ بھی نہیں ہے کہ آئین کا آرٹیکل 29 تا 40 یہ principles of policy طے ہے لگتا یوں ہے کہ

پورے پاکستان میں آئین کے یہ بارہ جو آرٹیکلز ہیں اُن کی مسلسل 73ء سے خلاف ورزی کی جا رہی ہے آئین شلنگی کی جا رہی ہے۔ تو اس پر جتنا مال کیا جائے جتنا افسوس کیا جائے جناب اسپیکر صاحب یہ کم ہے اور 48 سال میں اگر آئین کی دھیان اڑائی جاتی ہیں تو پھر یہ کیسے کہا جاتا ہے کہ پاکستان غیر مستحکم ہے پاکستان کے لوگ غیر یقینی کیفیت میں ہیں پاکستان کے عوام پر یثانیوں سے دوچار ہیں یہاں بے انصافیاں ہیں یہاں ظلم ہے یہاں جرہ ہے جب آئین پر عمل نہیں کیا جاتا اور سر عام آئین شلنگی کی جاتی ہے تو پھر تو لازماً یہ جنگل کا راج ہو گا اور درندگی ہو گی یہاں انصاف کا تصور بھی نہیں ہو سکے گا جناب اسپیکر صاحب آپ اگر آئین کو ملاحظہ فرمائیں تو آئین کے آرٹیکل 5-4-3 اور 7 تک یہ بھی کسی حد related fundamental rights سے آرٹیکل 8 سے 28 تک یہ بنیادی حقوق کا تحفظ کرتا ہے جو اہمیت کے حامل ہیں۔ یہ تمام آرٹیکلز آرٹیکل 29 سے 40 پاکستان کے آئین میں ریڈھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور اسی پر پاکستان کی تعمیر ہوتی ہے، اسی پر پاکستان کا دارو مدار ہے، اسی پر انصاف کا دارو مدار ہے، اسی پر ظلم کے خلاف خاتمے کا دارو مدار ہے اسی پر پاکستان کی وحدت کا دارو مدار ہے اسی پر پاکستان کی قومی جمگتی کا دارو مدار ہے لیکن unfortunately ان آرٹیکلز کو صرف نظر رکھا گیا ہے اب اگر 48 سال سالانہ یہ رپورٹ پیش ہوتے تو آج اس ملک میں نہ کوئی بے انصافی ہوتی نہ کسی کے ساتھ زیادتی ہوتی اور نہ ہی پاکستان اتنا پسمند ہوتا اور نہ ہی پاکستان کے معاشرے میں اس قسم کی غیر یقینی کیفیت ہوتی۔

**جناب اسپیکر:** ملک صاحب! اس رپورٹ تو اب ساری چیزیں آئیں ہیں تو اس کو گورنمنٹ کو کہہ دیتے ہیں۔  
**قامہ حزب اختلاف:** نہیں یہ انتہائی ضروری ہے جناب اگر اس پر مجھے عرض کرنے دیں تاکہ اس ہاؤس کو بھی پتہ چلے یہود کریمی کو پتہ چلے۔

**جناب اسپیکر:** یہ تو ہے لیکن حکومت سے کہیں گے کہ جمع کر دے۔  
**قامہ حزب اختلاف:** جناب! میں نے جمع کرائے ہیں یہاں گھٹشوں بحث ہوتے ہیں کس قسم کے میرا ایک لفظ اگر irrelevant ہو تو آپ مجھے باہر نکالنے کا حکم دیں۔

**جناب اسپیکر:** ٹھیک ہے آپ جاری رکھیں۔  
**قامہ حزب اختلاف:** لیکن اگر میں relevant بات کرتا ہوں اس ملک کے لئے بات کرتا ہوں اس قوم کے لئے بات کرتا ہوں۔

**جناب اسپیکر:** جی آپ continue رکھیں۔  
**قامہ حزب اختلاف:** اس صوبے کیلئے بات کرتا ہوں تو یہ kindly میں دست بستہ request کروں گا۔

جناب اپنیکر: آپ kindly continue کریں۔

**قامہ حزب اختلاف:** جی thank you! یا اس لئے یہ جو رپورٹ ہے مرکز میں پریزینٹنٹ کے ذریعے اور چاروں صوبوں میں گورنر کے ذریعے سالانہ رپورٹ پس منظر جناب اپنیکر صاحب! یہ ہے کہ اس principles of policy میں حکومت کے بہت سارے اداروں کی ذمہ داریاں اس پر آجائی ہیں تو ہر ادارہ جو ہے اپنی حد تک principles of policy کے مطابق اپنا کام بھی کریگا اور اپنے کام کی رپورٹ جو ہے وہ گورنر صاحب کے پاس جمع کرائے گایا مرکز کی سٹھ پر پریزینٹنٹ کے پاس اور پھر پریزینٹنٹ بھی سالانہ اور گورنر بھی سالانہ یہ رپورٹ اس ہاؤس میں پیش کریں گے اور پھر ہاؤس میں اس پڑبیٹ ہو گا اس میں بہتری لانے کے لئے جو بھی بات ہو سکتی ہے وہ اس کو چلا گئیگے تو یہ آج تک نہیں ہوا ہے اور اس میں یہ حقیقت بھی ہے انہوں نے لکھا بھی ہے کہ آج تک اس قسم کی کوئی رپورٹ پیش نہیں ہوئی جو اس پاکستان یہ جو آرٹیکلز ہیں جو بنیادی تو جناب اپنیکر صاحب! یہ جو آرٹیکلز ہیں 29 سے 40 تک۔ جی میں نے اس طرح عرض کیا کہ اس پورے آئین میں ریٹھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اب میں آپ کی اجازت سے صرف ان کی تھوڑی سی نشاندہی کروں گا۔ 29 میں اس باب میں بیان کردہ اصول حکمت عملی کے اصول کہا گئے گے اور مملکت کے ہر شعبے اور مجاز اور مملکت کے کسی شعبے یا مجاز کی طرف سے کارہائے منصی انجام دینے والے ہر شخص کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ان اصولوں کے مطابق جہاں تک وہ اس شعبے یا مجاز کے کارہائے منصی سے تعلق رکھتے ہوں عمل کریں۔ دوسری بات جناب یہ ہے کہ جہاں تک حکمت عملی کے کسی مخصوص اصول پر عمل کرنے کا انحصار اس غرض کے لیے وسائل کے میسر ہونے پر ہو تو وہ اصول وسائل کی دستیابی پر مشروط تصور کیا جائے گا۔ ہر سال کی نسبت وفاق کے امور سے متعلق صدر اور ہر صوبے کے گورنراپنے صوبے کے امور کے متعلق حکمت عملی کے اصولوں پر عمل کرنے اور انکی تعییں کرنے کے بارے میں ایک رپورٹ تیار کرایا گا جو اس میں گنجائش رکھی جائیگی۔ یہ آج تک نہیں ہوا ہے اب یہ جو آرٹیکلز ہیں 29 تا 40 اس میں حکمت عملی سے متعلق ذمہ داریوں کی بات کی گئی ہے۔ آرٹیکل 30 میں یہ فصلہ کرنے کی ذمہ داری کہ آیا مملکت کے کسی شعبے یا مجاز کا یا مملکت کے کسی شعبے یا مجاز کی طرف سے کام کرنے والے کسی شخص کا کوئی فعل حکمت عملی کے اصولوں کے مطابق ہیں، مملکت کے متعلقہ شعبے یا اہل مجاز یا متعلقہ شخص کسی فعل یا اس کی وہ ترتیب دی گئی ہے آرٹیکل 31 میں ہے جناب پاکستان کے مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی اسلام کی بنیادی

اصولوں کے متعلق گزارنی چاہیے۔ اس وقت جو ہمارا معاشرہ ہے نہ اُس کی مستقبل کا صحیح تعین ہے، نہ یہاں بودو باش کا صحیح تعین ہے، یہ ساری چیزیں رہ گئی ہیں۔ یہ آئین کی صریح اشکنی ہے، آرٹیکل 6 کے تحت یہ جتنے بھی لوگ ہیں جو اس میں ملوث ہیں یا جن کی ذمہ داری ہے وہ آرٹیکل 6 کے تحت سزا کے مستحق ہیں۔ اسی طرح جناب اپیکر صاحب! آرٹیکل 32 ہے، بلدیاتی اداروں کا فروغ۔ یہ بھی آپ کی پاکستان کی معاشری اور بنیادی ترقی کے لیے ضروری ہے۔ اس میں بلدیاتی اداروں کی فروغ کا آرٹیکل 32 ہے، مملکت متعلقہ علاقوں کے منتخب نمائندوں پر مشتمل بلدیاتی اداروں کی حوصلہ افزائی کر گی اور ایسے اداروں میں کسانوں، مزدوروں اور عورتوں کو خصوصی نمائندگی دی جائیگی۔ یہ حکمت عملی کا ایک نیا ایک 33 ہے، علاقائی اور دیگر محاصل تعصبات کی حوصلہ اشکنی کی جائیگی، مملکت شہریوں کے درمیان علاقائی، نسلی، قبائلی، فرقہ وارانہ اور صوبائی تعصبات کی حوصلہ اشکنی کر گی چونکہ یہ آئین کا ایک لازمی جزو ہے اس میں کام ہر متعلقہ مکھی کا فرض ہے، ہر متعلقہ اہلکار کا فرض ہے۔ جب وہ فرض سے کوتا ہی کر رہا ہے۔ جناب اپیکر صاحب! آپ کے سامنے ہے کہ اس وقت اس ملک میں اسلامی اقدار بھی پامال ہو رہی ہے، ساتھ ساتھ یہاں جو بدقتی سے یہاں علاقائی نفرتیں ہیں، نسلی نفرتیں ہیں، فرقہ وارانہ نفرتیں ہیں۔ اگر یہ ہر سال اس پر کام ہوتا تو اس وقت نہ پاکستان میں فرقہ وارانہ کوئی نفرت ہوتی، نہ علاقائی کوئی نفرت ہوتی نہ لسانی ہماری کوتا ہیوں سے، ہماری لاپروا ہیوں سے، اس مملکت کے جو مقدار قوتیں ہیں ان کی آئین کی انحراف کی وجہ سے آج ہم ان تمام مسائلوں کے شکار ہیں اب اس پر عمل کرنا کتنا ہم ہیں کتنی ضروری ہیں۔ اسی طرح جناب 33 میں ہے کہ قومی زندگی میں عورتوں کی مکمل شمولیت۔ یہ اس آئین کا تقاضہ ہے قومی زندگی کے تمام شعبوں میں عورتوں کی مکمل شمولیت کو یقین بانے کے لیے اقدامات کیے جائیں گے۔ آرٹیکل 35 ہے خاندان وغیرہ کا تحفظ۔ یہ آپ کی آئینی ذمہ داری ہے جو لوگ stakeholders ہے کہ جناب اپیکر صاحب 37 میں جناب اپیکر صاحب امعاشی انصاف کا یہاں اس کا تصور بھی نہیں ہے کیونکہ آئین پر عمل کرنے کا تو ہم نے آج تک سوچھا بھی نہیں ہے اسی طرح جناب آرٹیکل 36 ہے اقلیتوں کا تحفظ۔ مملکت اقلیتوں کے جائز حقوق اور مفادات کا جن میں وفاقي اور صوبائی ملازمتوں میں ان کی مناسب نمائندگی شامل ہے، تحفظ کرے گی۔ آرٹیکل 37 میں جناب اپیکر صاحب امعاشی انصاف کا فروغ اور معاشرتی برائیوں کا خاتمه۔ جو اس وقت سب سے زیادہ پاکستان اور بلوچستان کو درکار ہیں معاشرتی انصاف ناپید ہیں۔ یہ آئین آپ کو provide کرتا ہے اور آئین کا تقاضہ یہ ہے کہ یہ ذمہ داری ہے کہ معاشرتی انصاف فراہم کیا جائے گا۔ اور جناب اپیکر صاحب! اس میں وہ معاشرتی انصاف کے لیے جو یہاں points

دیئے گئے ہیں constitution میں، پسمندہ طبقات یا علاقوں کی تعلیمی اور معاشری مفادات کو خصوصی توجہ کے ساتھ فروع دے گی۔ کوئی بھی اس پر بات ہوئی ہے، آج تک نہیں ہوئی، اس سے اگر یہ ہوتا تو آج دور دراز کے جو ہمارے پسمندہ علاقے ہیں وہاں کے بچے بھی یہی کے کوئی، کراچی، اسلام آباد اور لاہور کے بچوں کی طرح ان کی تعلیم کا معیار بھی ہوتا کم سے کم ممکنہ مدت میں، کے اندر ناخواندگی کا خاتمه کر لے گی اور مفت لازمی ثانوی تعلیم مہیا کرے گی۔ یہ state کی responsibility ہے کہ ناخواندگی کو ختم کیا جائے گا اور مفت تعلیم دی جائیگی۔ کیا سوچ ہے، کسی نے آج تک اس پر سوچا ہے اسی طرح جناب فنی اور پیشہ وار انہ تعلیم کو عام طور پر ممکن اور اصول اور اعلیٰ تعلیم کو لیاقت کی بنیاد پر سب کے لیے مساوی طور پر قابل دسترس بنایا۔ بھی ساتھی آپ کے سامنے کہہ رہے تھے کہ online پر آواران کے بچوں کو شیرانی کے بچوں کو پنگوکر کے بچوں کو جہاں سے مکمل طور پر بلد ہیں ان پر یہ ٹھونسا جا رہا ہے کہ بن تم نے یہ کرنا ہے تم فیل ہو جاؤ تو کیا ہے فیل ہو جاؤ، پاس ہوتے ہو تو کیا ہے ہمیں تو کوئی نقصان نہیں ہے۔ تو ظلم جر کا جو بیانہ ہے وہ آج آپ کے سامنے سائبی میں ساتھیوں نے پیش کیا تفصیل کے ساتھ۔ یہ ظلم ہو گا جب آئین پر عمل نہیں ہو گا یہ ظلم ہو گا جب بے انصافی کو فروغ دیا جائیگا۔ یہ ظلم ہو گا جب کوئی اپنے کام کو ان حدود میں مکمل نہیں کر لے گا جس سے وہ متراضی ہیں۔ اسی طرح جناب اسی آڑیکل میں سنتے اور حصول انصاف کو یقینی بنایا جائیگا۔ اب ہمارے ہاں انصاف کی صورتحال آپ سب کے سامنے ہے۔ اگر اس پر ہر سال مغز ماری کی جاتی متعلقہ محکمے بیٹھتے کہ کسی کو ستنا انصاف کیسے دیا جائیگا کس طریقے سے اس کے حقوق کا تحفظ ہوگا؟ کس طریقے سے اس کو جو یہاں در بذر ٹھوکریں کھا رہے ہیں، کبھی ایک دروازے پر کبھی

دوسرے پر ---

(اس موقع پر سردار بابر خان موئی خیل، ڈپٹی اسپیکر نے اجلاس کی صدارت سنجدہ لی)

جناب ڈپٹی اسپیکر: thank you

**قادمہ حزب اختلاف:** thank you  
قائد حزب اختلاف کے حصول کو یقینی بنایا جائیگا۔ اب اگر کوئی میرے ذمہ یہ کام ہے کہ میں نے ایک سال کے اندر ایسے ذرائع ڈھونڈنے ہیں۔ ایسے حالات ڈھونڈنے ہیں جس سے علاقے کے بلوچستان کے لوگوں کو ستنا انصاف ملے۔ اس پر وہ درکریں اور پھر وہ رپورٹ تیار کریں۔ تو 48 سال کے رپورٹس، آپ خود اندازہ لگائیں گے کہ پھر اس میں انصاف۔ جس کو ہم کہتے ہیں کہ دہیز پر انصاف۔ وہ آج کل آج ہر شخص کوں چکا ہوتا۔ اسی طرح جناب منصفانہ اور زرم شرائط کا راس امن کی ضمانت دیتے ہوئے کہ بچوں اور عورتوں سے ایسے بیشوں میں کام نہ لیا جائے جو ان کی

عمر یا جنس کے لیے نامناسب ہوں۔ یہ principles of policy کا ڈیمانڈ ہے لیکن اس پر آج کام ہو۔ تو ان کے سارے ذریعے اور وسائل برابر کئے جاسکتے ہیں جناب! مختلف علاقوں کے افراد کو تعلیم تربیت زرعی اور صنعتی ترقی اور دیگر طریقوں سے اس قابل بنائیں گے۔ کہ وہ ہر قسم کی قومی سرگرمی میں جن میں ملازمت آف پاکستان میں خدمت بھی شامل ہے۔ پورا پورا حصہ لے سکیں۔ اب اگر اس پر کام کیا جائے آئین کو follow کیا جائے آئین کی بالا دستی پر یقین رکھا جائے۔ تو پھر دور دراز کے بچے بھی پاکستان میں بھی اور بلوچستان میں بھی ہر سروں کیلئے وہ جو مقابله کے امتحانات ہیں۔ اُس میں بھی سرفہرست رہ سکتے ہیں اور اُس میں بھی اپنا کردار ادا کر سکتے ہیں۔ عصمت فروشی، گمار بازی اور زرہ رسان ادویات کے استعمال غاش ادب اور اشتہارات کی طباعت نشر و اشاعت اور نمائش کی روک تھام کریں گے۔ ہمارے سامنے ساری چیزیں ہیں یہ ہمارا آئین کہتا ہے یہ جو یہاں ہمارے بھائی بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کی ذمہ داری یہ ہے کہ اُس کے بارے میں کام بھی کریں اور اسمبلی میں آکے سالانہ رپورٹ بھی پیش کریں مگر یہاں کیا ہو رہا ہے ہرگلی میں ہیر و نوں کا چھٹہ ہے لوگ اپنے گھروں سے باہر نہیں نکل سکتے۔ ہمارے نواں کلی میں اپنے صاحب ایک واپڈا ٹریننگ سینٹر ہے شام کے نماز کے بعد 150 سے 200 تک ہیر و ن کے عادی لوگ وہاں جمع ہوتے ہیں اور پھر جس کا موبائل ملا جس کا سائکل ملا جو چیز میں وہ وہاں سے اٹھا کر لے جاتے ہیں۔ ابھی ان حالات میں اگر آئین پر اس قسم کا عمل ہوتا تو آج نہ کوئی عصمت دری ہوتی نہ عصمت فروشی ہوتی ہے اور نہ یہ یہ جو نشوہ ہے اور صحت کیلئے جو نقصان دہ ادویات ہیں۔ میں نے ایک دفعہ گزارش یہاں کی تھی کہ کتنے کروڑوں روپے کی رپورٹ آئی میں نے اخبار بھی جناب اپنے صاحب ایہاں پڑھ کر بھی سنایا کہ 27 کروڑ کی جعلی ادویات اس گورنمنٹ بلوچستان کی زیر نگرانی 27 کروڑ کی جعلی ادویات برآمد کرنے کا انکشاف ہوا پھر کیا کارروائی ہوئی۔ یہاں تو کہا گیا کہ جی اس کی انکوائری کی جائیگی یہ ہو گا وہ ہو گا لیکن آج تک اُس 27 کروڑ روپے کی جعلی ادویات کی کوئی کارروائی یہاں نہیں رکھی گئی اب وہ 27 کروڑ کی جعلی ادویات جب آپ کھلانا شروع کریں گے تو کروڑ 23 لاکھ بلوچستانیوں کا صفائی آسانی سے ہو سکتا ہے۔ تو ان چیزوں کو روکنے کی بہت سخت ضرورت بھی ہے۔ نشہ اور مشروبات کے استعمال کے سوا اس کے کہ وہ طبی اغراض کیلئے یا غیر مسلموں کی صورت میں مذہبی غرض کیلئے وہ روک تھام کرے گی۔ یہ حکومت کی ذمہ داری ہے۔ آج ہمارے ملک میں unfortunately قانون نافذ ہے جناب اپنے صاحب! حد آرڈر ہے 1997 کا نشیات اور شراب کے خلاف لیکن ہرگلی میں آپ کو شراب کی دکان ملے گی۔ کون ہے یہاں پوچھنے والا کہ یہ شراب کیوں بیچی جا رہی ہے۔ یہ آپ کے آٹھ میں وہ provided ہے آپ

وہ پڑھیں اس طرح اب بیٹھ کر آپ اپنے تبصرے نہیں کریں۔ تھوڑا سا یہ پڑھیں یہ آئین آپ کو یہ بتا رہا ہے۔ اسی کو اگر میں دوبارہ پڑھوں تو آپ خود سمجھ جائیں گے نہیں نہیں۔ شراب اگر آپ پیتے ہیں یا کوئی اور پیتا ہے اس کو تو جائز نہیں سمجھا جاسکتا ہے یعنی اگر میں ایک عمل کرتا ہوں یا فعل کرتا ہوں میں تو اس کو جائز تو نہیں کہوں گا۔ کہنا جائز ہے لیکن مجھے یہ دباء لگ گئی ہے۔ یہ کہا جائے تو بہتر ہو گا۔ لیکن یہ کہنا کہ یہ جائز ہے اور یہ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہر گلی میں دکان ہے یہ سرے عام آئین میں شکنی بھی ہے۔ پاکستان میں شراب پر پابندی ہے اور یہ جو کہا جا رہا ہے کہ غیر مسلموں کیلئے ادھر میرے بھائی بیٹھے ہوں گے۔ ہم نے کافرنز کرائی غیر مسلموں کے کسی بھی مذہبی تہوار میں شراب جائز نہیں ہے۔ وہ بر ملا کہتے ہیں۔ میرے خیال جارج صاحب تشریف فرم� ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمارے کسی بھی مذہبی رسم کا شراب حصہ نہیں ہے نہ ہم اس کو جائز قرار دیتے ہیں۔ ان کے بڑے بڑے جوز عماء ہیں ان کے یہ بیانات ہیں۔ اچھا وہ نہیں استعمال کرتے ہیں۔ آپ مسلمانوں کیلئے اُن کے نام پر کتنا بڑا دھوکہ کیا جا رہا ہے۔ جناب اسٹیکر! اس میں ہم خدا کے عذاب کو دعوت دے رہے ہیں۔ تو اس سے بچنا ضروری ہے۔ اسی لئے میں عرض کر رہا ہوں کہ اگر ان principles پر عمل ہوتا تو یہ صورت حال ایسی نہیں ہوتی۔ نظم و نق حکومت کی مرکزیت دور کرے گی تاکہ عوام کو سہولت بھم پہنچانے اور ان کی ضروریات پوری کرنے کیلئے اس کے کام کے مستحق تصفیہ میں آسانی پیدا ہو۔ 38 میں جناب اسٹیکر صاحب! عوام کی معاشری اور معاشرتی فلاح و بہبود کا فروخ۔ عام آدمی کے معیار زندگی کو بلند کر کے دولت اور وسائل پیداوار اور تقسیم کی چند اشخاص کے ہاتھوں میں اس طرح جمع ہونے سے روک کر کہ اس سے مفاد عامہ کو نقصان پہنچے اور آجر اور ماجور اور زمیندار اور مظارے کے درمیان حقوق کے منصفانہ تقسیم کی ضمانت دے کر بالا حاضر جنس ذات مذہب یا نسل کے عوام کی فلاح و بہبود کی حصول کی کوشش کرے گی تو یہ جناب انتاز ریں اصول ہے آئین کا کہ اگر اس پر عملدرآمد کیا جائے تو یہ لوگ اب ایک ملک ریاض کے نام سے ایک آدمی ہے پورا پاکستان خرید لیتا ہے اور پھر جو مجبور لوگ ہیں اُن کے راستے بند کر دیتے ہیں۔ وہ ٹکے کے بھاؤ اُس کو اپنے زمین فروخت کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ ہمارے یہاں بھی اس طرح کے جو سرمایہ دار ہیں، وہ اتنی زمین خرید لیتے ہیں کوئی میں بھی اس وقت یہ صورتحال ہے کہ ایک غریب آدمی اب اس کے بس سے بات نکل گئی ہے کہ وہ اپنے بچوں کیلئے 7 سو یا 8 سو یا 1 ہزار فٹ کا سا یہ بنانے کی استطاعت رکھتا ہو۔ لیکن اگر اس چیز کو انصاف کے ساتھ رکھا جاتا غریب اور امیر یا ایک آدمی کو یا کچھ لوگوں کے ہاتھ میں تمام دولت نہیں دی جاتی تو آج غریب لوگ بھی اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے قابل ہوتے۔ تو اس لئے یہ انتہائی اہم اصول ہیں جی۔ تمام شہریوں کیلئے ملک میں دستیاب وسائل کے اندر معقول آرام و فرست کے ساتھ کام اور مناسب روزی کی

سہلیت مہیا کرے گی۔ یہ حکومت کے ذمہ داری ہے سرکار کی ذمہ داری ہے کہ ان کے لیے ان کے آرام کو بھی منظر رکھا جائے گا ان کی فرصت کو بھی منظر رکھا جائے گا اور ان کے معاش کا بھی انتظام کیا جائے گا مگر یہاں کیا ہوتا ہے نوکریوں کی پوزیشن آپ سب کے سامنے ہے۔ بار بار یہاں بتیں دھرا میں گئی ہیں میں میں مناسب نہیں سمجھتا لیکن انتہائی unfortunately ہے اسے جتنا بد قسمت کہا جائے کم ہے۔ لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کو follow کرنا انتہائی ضروری ہے۔ پاکستان کے ملازمت میں یا بصورت دیگر ملازمت تمام اشخاص کو لازمی معاشرتی یہہ کے ذریعے یا کسی اور طرح معاشرتی تحفظ مہیا کر گی۔ ان تمام شہریوں کے لئے جو کمزور، یہاں یا پروزگاری کے باعث مستقل یا عرضی طور پر اپنی روزی نہ کما سکتے ہوں جناب اسپیکر صاحب! یہ انتہائی قبل غور ہے۔ ان تمام شہریوں کے لئے جو کمزوری یہاں یا پروزگاری کے باعث مستقل یا عرضی طور پر اپنی روزی نہ کما سکتے ہوں بخلاف جنس، ذات، مذہب یا نسل بنیادی ضروریات زندگی کے مثلاً خوارک، لباس، رہائش، تعلیم اور طبی امداد مہیا کر گی۔ ہمارے ہاں کتنے لاکھوں لوگ ہیں جو نان شینہ کے محتاج ہیں۔ آپ نے یہ لحاظ کئے بغیر کہ کس قوم سے تعلق رکھتا ہے کس نسل سے تعلق رکھتا ہے کس مذہب سے تعلق رکھتا ہے اس کے خوارک، لباس، رہائش، تعلیم اور طبی امداد مہیا کرنا ہے۔ یہ ریاست کی ذمہ داری ہے، یہ حکمت عملی کے اصول ہیں۔ اس کے باہت سالانہ روپورٹ اس ہاؤس میں پیش ہونا لازمی ہے۔ اب تک 48 روپورٹ پیش ہونی چاہیے تھیں ایک بھی نہیں ہوا ہے۔ جو سب سے زیادہ بد قسمت پہلو ہے اس کا۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** ملک صاحب! تھوڑا مختصر کریں کارروائی کافی لمبی ہے۔

**قادہ حزب اختلاف:** جی ختم ہو رہا ہے پاکستان کی ملازمت کے مختلف درجات میں اشخاص سمیت افراد کی آمدنی اور کمائی میں عدم مساوات کو کم کر گی۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** ملک صاحب! آج کارروائی بڑی رہتی ہے۔ پھر ہر مرد خود پڑھ لیں گے۔

**قادہ حزب اختلاف:** بس ختم کروں گا۔ سود جو ہے، یہ ہمارے آئین میں حرام ہے۔ اگر 48 سال مختلف پہلوؤں پر سود کے خاتمے کے لئے تجویز آتیں تو آج سود کے تبادل معاشری نظام آپ کے پاس ہوتا اور آپ سود کے محتاج نہیں ہوتے۔ آپ پر اللہ کا غصب نہیں ہوتا۔ آپ پر اللہ کا عذاب نہیں ہوتا۔ اللہ کا فرمان ہے کہ سوداں طرح جس طرح اللہ سے جنگ کرنا ہے۔ تو اس بات کو، آپ نے چونکہ اس میں اس کو صرف نظر کیا ہے پاکستان کے عوام نے بھی پاکستان کے جو مقدر لوگ ہیں جو آئین کے کشوڈیں ہیں انہوں نے بھی اس لئے اس حالت سے آپ دوچار ہیں۔ تمام وسائل کے باوجود تمام اچھی زمین کے باوجود تمام ذرخیز زمین کے باوجود آپ نے غیر

یقین کیفیت ہے۔ آپ کے عوام نان شہینہ کی محتاج ہیں۔ تمام وفاقی ملازمتوں میں بشمل خود محترار اداروں اور کار پوریشنوں کے جن کا قیام وفاقی حکومت کے ذریعے عمل میں آیا ہو، یا وفاقی حکومت کے زیر نگرانی ہوں، صوبوں کا حصہ لقینی بنایا جائیگا۔ ہم پوچھیں کس سے؟ آپ سے پوچھیں تو آپ کو نہیں پتہ، آپ سے قبل کے لوگوں سے پوچھیں تو وہ جا چکے ہیں۔ ہمارا حصہ لقینی، ان صوبوں کا حصہ بشمل بلوچستان کے تمام مرکزی، اب وہاں مرکز میں اگر تفصیل دوں تو اُس میں ہمارا ایک بھی حصہ نہیں ہے۔ یہ ہم رونا کس کے سامنے روئیں؟ اس آئین کی وجہ سے یہاں ایک ایسی طرح جناب مملکت اس بات کی کوشش کر لی گی کہ اسلامی اتحاد کی بنیاد مسلم ممالک کے مابین دوستانہ تعلقات کو برقرار رکھا جائے اور مستحکم کیا جائے۔ ایشیاء، افریقہ اور لاطینی امریکہ کے عوام کے مشترکہ مفادات کی حمایت کی جائے، میں الاقوامی امن اور سلامتی کو فروغ دیا جائے اور تمام قوموں کے مابین خیر سگالی اور دوستانہ تعلقات پیدا کئے جائیں۔ اور میں الاقوامی تنازعات کو پر امن طریقوں سے طے کرنے کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ اب ہمارے چونکہ فارن پالیسی ہے نہیں، جو اسکے خدوخال ہیں وہ یہاں دیئے گئے ہیں کہ کیا کرنا ہے آپ نے اسلامی ملکوں کے ساتھ اتحاد، پیسوں کے ساتھ، آپ کے ترتیبات اور دنیا کے ساتھ کس طرح رہنا ہے، یہ ساری چیزیں۔ اس کے بعد۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** ملک صاحب تھوڑا مختصر کر دیں کارروائی بھی ہے۔

**قامد حزب اختلاف:** جی جناب اسپیکر! یہاں گھنٹوں گھنٹوں غیر ضروری باتیں ہوتی ہیں ایک لفظ بھی غیر ضروری نہیں ہے، توجہ طلب ہے۔

**میر ظہور احمد بلیدی (وزیر خزانہ):** وزارت خارجہ سے متعلق ہو رہی ہیں۔

**قامد حزب اختلاف:** میں یہ عرض کرتا ہوں میرے بھائی ظہور صاحب! میں صرف یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ یہاں باتیں ہوتی ہیں گھنٹوں جن کا کوئی سر پاؤں نہیں ہوتا، میں وہ چیزیں عرض کر رہا ہوں جو ہم سب کو ضرور تیں ہیں۔ پاکستان کے ہر فرد کو ضرورت ہے۔ اگر ہم اپنی ذمہ داریوں کا تھوڑا سا احساس کریں۔ یہ آخری اس principles of policy کا، مسلح افواج میں عوام کی شرکت۔ مملکت پاکستان کے تمام علاقوں کے لوگوں کو پاکستان کی مسلح افواج میں شرکت کے قابل بنائے گی۔ تو یہ ہیں جناب وہ حکمت عملی کے اصول، جن کے بارے میں ہر سال رپورٹ پیش ہونی چاہیے۔ لازمی ہے، آئین کا تقاضہ ہے، ہمارا فرض ہے۔ ہماری بیورو کریسی کا فرض ہے وہ تمام محققے جو اس سے related ہیں، اُن سب کے ارکان کا فرض ہے کہ وہ اس پر کام کریں تاکہ پاکستان کو

ایک خوشحال پاکستان بنایا جائے۔ تاکہ پاکستان جس طرح ہم کہتے ہیں زبانی جمع خرچ میں اسلامی پاکستان تاکہ اس آئینے کے تحت اگر اس پر عمل کریں تو ہم اپنی زندگیاں جو ہیں اسلام کے مطابق۔ بنیادی حقوق کے بارے میں عرض کروں گا۔ تو اسی میں جناب اسپیکر! میری آخری گز ارش یہ ہو گی کہ جناب! آپ رولنگ دے دیں، بیشک دو مہینے میں، چار مہینے میں لیکن یہ رولنگ دے دیں کہ ہر جو آرٹیکلز ہیں، ہر ایک کے ثبت پہلو جس پر کام کرنا ضروری ہے۔ جس محکمے میں ہوم ڈیپارٹمنٹ نے کام کرنا ہے، ایس این جی اے ڈی نے کام کرنا ہے۔ پولیس نے کام کرنا ہے۔ کمشنز نے اس پر کام کرنا ہے یا اسی طرح سو شل و لیفیر نے اس پر کام کرنا ہے۔ جو جو ڈیپارٹمنٹس ہیں وہ سب اپنے کام کریں گے اور بیشک تین مہینے یا چار مہینے وقت لیں۔ ایک ایسا پورٹ یہاں پیش کیا جائے جس پر اس پاکستان میں رہنے کیلئے لوگوں کو آسانی ہو۔ بہت شکریہ جناب۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** بہت شکریہ ملک سکندر خان ایڈو ویکٹ صاحب۔ جی بلیدی صاحب۔

**وزیر مکملہ خزانہ:** جناب اسپیکر! آج پروفیسر فضل الحق قریشی صاحب یہاں اسمبلی اجلاس دیکھنے آئے ہیں۔ میں ان کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ تھوڑا ان کے بارے میں بتاتا چلوں پروفیسر فضل الحق صاحب جو ہیں 1980ء میں UK میں پڑھا رہے تھے۔ دس سال وہاں۔۔۔ (اس موقع پر ڈیکٹ بجائے گئے) انہوں نے UK کی Nationality چھوڑ کے پاکستان آئے۔ جہلم کے رہنے والے ہیں۔ اپنے سن کا لج میں ان کو جاہ کی offer ہوئی۔ لیکن وہ بوجتنان آئے۔ اور یہاں کیڈٹ کا لج میں پڑھاتے رہے۔ پھر تربت بوجتنان ریزیڈیشن کا لج کے پرنسپل بن گئے۔ اور 18 سال یہاں تعلیم و تدریس کی۔ تو میں اسمبلی کے توسط سے ان کو یہاں خوش آمدید کہتا ہوں۔ اور ریاضت رومنٹ یہاں سے لی۔ اور اس کے بعد آج کل ٹیچرز کی ٹریننگ کرار ہے ہیں۔ تو اس جیسے انسان جو ہیں وہ بوجتنان کے محض ہیں اور انہی کی وجہ سے علم کی روشنی کونے کونے تک پہنچ گئی ہے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** میں پروفیسر صاحب کو اپنی جانب سے اور ممبروں کی جانب سے بوجتنان اسمبلی آمد پر خوش آمدید کہتا ہوں۔

**سردار عبدالرحمٰن کھیڑان (وزیر خوارک و بہاؤ آبادی):** جیسے ملک صاحب نے کہا کہ دولت کی منصافانہ تقسیم ہوئی چاہیے۔ تو میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ میرے پاس جتنی دولت ہے میں دینے کو تیار ہوں اس شرط کے ساتھ کہ اصغر صاحب بھی اپنے والد کی آدھی دولت دے دے اور مولوی نور صاحب بھی اپنی دولت کا آدھا حصہ دے دیں میری پوری دولت۔۔۔ (مداخلت) نہیں مذاق کی بات نہیں ہے۔ آپ کو نہیں بولا میں نے ان کو بولا ہے ملک صاحب! میں نے ان کو بولا ہے حضرت میں نے آپ کو بولا ہی نہیں ہے۔۔۔ (مداخلت) ٹھیک ہے بالکل ٹھیک

ہے۔ اچھا! دوسری بات یہ ہے کہ ملک صاحب نے کہا کہ وہ شراب مراب کی بات کی ہے، ہم تو اس سے بہت میلوں دُور بھاگتے ہیں لیکن سورہ البقرہ میں ہے کہ مت جاؤ نماز کے نزدیک جب تم نشے کی حالت میں ہو۔ اور سورہ بقرہ ہی میں ہے، خمر و میسر، خر جس سے آپ کو خمار چڑھنے نہ، میسر جواء۔ یہ اس کی تاریخ یہ ہے کہ یہ تسبیح پر وہ فال نکالتے تھے رسول کریم ﷺ کے زمانے میں، شاید میں ملک صاحب! صحیح ہوں یا غلط؟ تو اس پر انہوں نے پابندی لگائی نشہ کوئی بھی ہو۔ نہ شے صرف شراب کی بات نہیں کی ہے اُس نے۔ شراب، شرب، عربی کا لفظ ہے شرب مطلب پینا۔ وہ اس کو خصوص نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ نشہ کی حالت میں نشہ چاہے وہ کوئی نسوار کھتا ہے وہ بھی نشہ کرتا ہے۔ کوئی یہ پان و سپاری کھاتا ہے وہ بھی نشہ ہے۔ تو اس وقت کیونکہ قرآن شریف کے الفاظ اتنے نازک ہیں إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ۔ اس کو اگر زیر برا فرق کریں تو آپ اسلام کے دائرے سے نکل جاتے ہیں۔ جیسے براہوی میں زیر لگادیں تو اس کا مطلب کچھ اور ہے زبر لگادیں تو کچھ اور ہو جاتا ہے۔ تو اسی طریقے سے شاید ملک صاحب مجھے کہہ رہے تھے کہ آپ بیٹھ کے بات کریں، میں عرض کر رہا ہوں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** شکریہ سردار صاحب۔

**وزیر خوراک و بہبود آبادی:** تو میں عرض کر رہا تھا قرآن شریف یہ کہتا ہے، دولت بالکل۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** کارروائی کی طرف آتے ہیں سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔ جی ملک صاحب۔

**قامد حزب اختلاف:** جناب اسپیکر! اس طرح نہیں ہے قرآن کریم کے قربان جاؤ، لوگوں کے اس وقت معاشرے کو سمجھانے کے لئے پہلی جو آیت آئی ہے، اس میں یہ فرمایا گیا ہے کہ شراب پینے میں تمہارے لئے نفع کم ہے، نقصان زیادہ ہے۔ اور دوسری جو آیت آئی ہے۔ (عربی ترجمہ) اُس وقت نماز کے قریب مت جاؤ جب تم نشے میں ہو۔ جب یہ دو باتیں اُن کو سمجھا دیں پھر تیسرا آیت میں اسکو جبٹ کہا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ اس سے دُور جاؤ۔ یہ تم پر حرام ہے۔ اور سردار صاحب! دوسری آیت میں اُس کا جواز پیش کرتے ہیں۔ جواز کوئی نہیں ہے جناب۔ قرآن صریح یہ کہتا ہے۔ تین آیتیں ہیں اُس زمانے میں جناب اسپیکر صاحب! جب ہم پڑھتے تھے اُس وقت کمیون ازم۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** اذان ہو رہی ہے۔

(خاموشی۔ اذان مغرب)

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

**جناب طاہر شاہ کا کڑ (سیکرٹری اسمبلی):** نواب ثناء اللہ زہری صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج تا

اختتم اجلاس سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: نوابزادہ طارق مگسی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار یار محمد رند صاحب ٹھی مصروفیات کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار سرفراز چاکر ڈولکی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر محمد عارف محمد حسني صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: انجینئر زمرک خان اچکزئی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: حاجی محمد خان لہڑی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب عبدالناقہ ہزارہ صاحب ٹھی مصروفیات کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میرزا بدعلی ریکی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں رخصت منظور کرنے

کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر محمد اکبر مینگل صاحب نے کوئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سید عزیز اللہ آغا صاحب نے کوئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: مولوی نور اللہ صاحب نے کوئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: حاجی عبدالواحد صدیقی صاحب نے کوئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: حاجی محمد نواز خان کا کڑ صاحب نے کوئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: لمحچی شام لا لاصاحب نے کوئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر حمل کلتی صاحب نجی مصروفیات کی بنا آج کے اجلاس میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: رخصت کی درخواستیں ختم۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جناب نصر اللہ زیرے صاحب! صوبائی اسمبلی کی جانب سے مانگی ڈیم واقعہ سے متعلق

تحریک التوا کا نوٹس اسمبلی سیکرٹریٹ کو موصول ہوئی تھی۔ تحریک التوانبر 1 موصول ہونے سے قبل جناب نور محمد دمڑ صوبائی وزیر کی جانب سے اسی نوعیت کی مذمتی قرارداد اسمبلی سیکرٹریٹ کو موصول ہوئی تھی چونکہ تحریک التوانبر ایک اور مذمتی قراردادوں کی ہی نوعیت کی ہیں لہذا نصراللہ زیرے! اس بابت مذمتی قرارداد میں اپنی بات کریں۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:** جی میں بات کروں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** میرزاد علی ریکی اور جناب ثناء بلوج، ارکین صوبائی اسمبلی کی جانب سے مشترکہ تحریک التوانبر 2 کا نوٹس موصول ہوا ہے قواعد و انصباط کار محیریہ 1974 کے قاعدہ نمبر (A 75) کے تحت تحریک التوانبر 2 پڑھ کر سناتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ مورخہ کیم 6 ستمبر 2021 کو ضلع پنجور کے علاقے وش بورڈ میں حاجی موسیٰ اور انکے دو بیٹوں کو گھر کے صحن میں نامعلوم مصلح دہشتگردوں کی جانب سے فائزگر کر کے شہید کیا گیا اور مورخہ 6 ستمبر 2021 کو ایک اور نوجوان جلیل سنجرانی کو شہید کیا گیا اخباری تراشہ نسلک ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ رختان ڈوبیشن میں ایک سازش کے تحت امن و امان خراب کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے جس سے پنجور کے عوام میں خوف و ہراس پایا جاتا ہے لہذا اسمبلی کی آج کی کارروائی روک کر پنجور اور مکران سمیت صوبہ بھر میں امن و امان کی صورتحال کو زیر بحث لایا جائے۔

آیا تحریک التوانبر 2 کو پیش کرنے کی اجازت دی جائے؟ جو ارکین تحریک کے حق میں ہیں وہ اپنی نشتوں پر کھڑے ہو جائیں۔ تحریک کو قاعدہ 75 کے تحت مطلوبہ ارکین اسمبلی کی حمایت حاصل ہو گئی ہے لہذا محکمین سے کوئی ایک اپنی مشترکہ تحریک التوانبر 2 پیش کریں۔

**میراسداللہ بلوج (وزیر سماجی بہبود):** جناب میں تھوڑا یہ کہوں کہ اگر پورے ایوان کی جناب سے ہو تو میرے خیال میں بہتر ہوگا۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** ایک بار پیش ہو گی میرے خیال میں آپ چاہتے ہیں کہ مشترکہ طور پر۔

**وزیر سماجی بہبود:** ہاں مشترکہ طور پر کیونکہ جس ڈسٹرکٹ کے حوالے سے وہ بات کرنا چاہتے ہیں میں تین دفعہ یہاں بات بھی کی ہے اور پنجور کا یہ واحد۔۔۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** صحیح ہے کوئی مسئلہ نہیں ہے ایک بار پیش ہو جائے پھر مشترکہ اس کو بناتے ہیں۔

**میراسداللہ بلوج (وزیر سماجی بہبود):::** جی ہاں صحیح۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** جی تحریک۔

**جناب شناۓ اللہ بلوچ:** جی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ہم اسمبلی قوادعو انصباط کار بھریہ 1974 کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت ذیل تحریک التوا کا نوٹس دیتے ہیں تحریک یہ ہے کہ یکم ستمبر 2021 کو ضلع پنجور کے علاقے وش بورڈ میں حاجی موئی اور انکے دو بیٹوں کو گھر کے چھن میں نامعلوم مصلح دہشت گروں کی جانب سے فائزگر کے شہید کیا گیا۔ اور مورخہ 06 ستمبر 2021ء کو ایک اور نوجوان جلیل سنجانی کو شہید کیا گیا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نکران اور رختان ڈوبیشن میں ایک سازش کے تحت امن و امان کو خراب کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے جس سے پنجور کے عوام میں خوف و ہراس پایا جاتا ہے۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر پنجور اور نکران سمیت صوبہ بھر میں امن و امان کی صورت حال کو زیر بحث لایا جائے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** تحریک التوا نمبر 2 پیش ہوئی۔ لہذا تحریک التوا نمبر 2 مورخہ 13 ستمبر 2021ء کی نشست میں بحث کے لیے منظور کی جاتی ہے۔

نمیتی قرارداد۔ جناب نور محمد مڑھ صاحب آپ اپنی نمیتی قرارداد پیش کریں۔

**جناب نور محمد مڑھ (وزیر پیک ہمیلتھ انجینئر نگ و واسا):** شکریہ جناب اسپیکر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب اسپیکر! نمیتی قرارداد۔ ہرگاہ کہ یہ ایوان گزشتہ دونوں ضلع زیارت کے علاقے مانگی ڈیم کے ساتھ دہشتگردوں کی طرف سے پیش آنے والے واقعہ جس میں لیویز فورس کے تین الہکار شہید اور تین زخمی ہونے کے ساتھ ہی دو مزدوروں کے انواع کی شدید الفاظ میں مزamt کرتا ہوں، نیز یہ ایوان غزدہ خاندانوں کے دکھ و غم میں برابر کا شریک ہے، اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ شہداء کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام، لا حظیں کو صبر و جمیل اور زخمیوں کو جلد صحت عطا فرمائے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** نمیتی قرارداد پیش ہوئی، admissibility کی وضاحت فرمائیں۔

**وزیر پیک ہمیلتھ انجینئر نگ و واسا:** جناب اسپیکر! admissibility کے حوالے سے میں اس قرارداد پر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ واقعہ شائد تمام دوستوں کے علم میں ہوگا، جیسے کہ آپ نے سنائے ہے کہ ماگنی میں ایک پرو جیکٹ چل رہا ہے کوئی کے عوام کے لیے، کوئی کے عوام کی آبتوشی کے لیے، وہاں پر لیویز چیک پوسٹ بھی ہے اور وہاں پر FC کی چیک پوسٹ بھی ہے اور وہاں پر FC deploy بھی ہے تو کچھ دن پہلے وہاں پر رات کو کچھ شر پسند اور کچھ دہشتگرد جو ہمارے ملک میں کافی عرصہ سے ایک foreign agenda پر کام کر رہے ہیں اور ہمارے ملک کو destable کر رہے ہیں، اور ہمارے ملک کے امن کو خراب کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کئی واقعات ہوئے ہیں یہ واقعہ بھی اُسی دن رات کو یہ لوگ آئے تھے، یہ دہشتگرد، انہوں نے وہاں پر جو ٹھیکدار کام پ

ہے، مزدور ہے وہ جو کام کر رہے ہیں وہاں پر، وہاں سے کوئی دوچار مزدوروں کو اٹھا کر لے گئے تھے۔ تو اطلاع ملی متعلقہ ہمارے DC کو اور انتظامیہ کو اور وہاں پر جو deployed یویز ہے تو وہاں پر DC بھی گیا اور تحصیلدار وغیرہ ساری سول ایڈمنیسٹریشن وہاں موقع پر پہنچ گئی۔ اور وہاں سے جیسے انہوں نے تعاقب کیا دہشتگردوں کا، تو صحیح ہو گئی، صحیح واپس ہمارے متعلقہ جو تھانے کے انچارج تھے مجہر زمان شہید صاحب اور ان کے ساتھ زین اللہ اور مدثر یویز اہلکار اور باقی بھی یویز والے تھے، وہ واپس ان کے پیچھے چلے گئے۔ کیونکہ ایک دو مفوی ان کے ساتھ تھے، اغوا کاروں کے ساتھ، تو جیسے ہی یہ لوگ گئے وہاں پر ظاہری بات ہے انہوں نے رات کی تاریکی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے انہوں نے کافی فاصلہ طے کیا ہو گا، وہاں پر وہ موجود نہیں تھے، تو جہاں تک ہمارے ڈسٹرکٹ کا ایریا حدود تھا وہاں تک تو یہ لوگ گئے تھے مطلب ان کو وہاں پر دہشتگرد نظر نہیں آئے، واپسی پر آتے ہوئے جب ادھر سے یہ لوگ گئے تو وہ دو مفوی جب ان سے رات کو چھڑا لیے گئے تھے۔ انہوں نے آتے ہوئے ان کو یہ کہا تھا کہ جب ہم جا رہے ہے تھے ہماری آنکھوں پر انہوں نے پیاس باندھی ہوئی تھی، اور ہمیں پتہ نہیں چلا یہ آپس میں بات چیت کر رہے ہے تھے انہوں نے ایک جگہ پر mines fit کی تھی تو یویز والوں کو یہ شاید بتایا گیا تھا، FC والوں کو بھی بتایا گیا تھا۔ بہر حال واپسی پر آتے ہوئے ہماری یویز کی گاڑی کے ساتھ وہ ماشین پر وہ گاڑی چڑھ گئی تھی اور ماشین blast ہو گئی اور گاڑی blast ہو گئی۔ تو ہم اُس میں ہمارے تین یویز اہلکار موقعہ پر ہی جاں بحق ہو گئے اور باقی تین چار خی ہو گئے۔ اور گاڑی بُری طرح خراب ہو گئی۔ تو جناب اسیکر! یہ ہمارے ان یویز اہلکاروں نے یقیناً ایک ریکارڈ قائم کیا۔ اپنی ڈیوٹی سے وفاداری کا ایک اچھا مظاہرہ کیا۔ اور بہترین کارکردگی انہوں نے پیش کی۔ اور میرے خیال میں تاریخ میں یہ پہلی بار مجھے دیکھنے کو مل رہی ہے کہ ہمارے جو سول ایڈمنیسٹریشن کی فورس ہے انہوں نے اتنی بہادری سے وہاں جا کر دہشتگردوں سے مقابلہ کیا اور اڑائی کی اور دو مفوی برآمد کیئے اور ظاہری بات وہاں جاتے ہوئے انہوں نے یہ عہد کیا ہو گا کہ ہم آج یا ان کو مارڈ الیں گے یا خود مر جائیں گے۔ لیکن ان کو شہادت ملی ان کا یہ ارمان پورا ہوا ملک کی خاطر اور اپنے عوام کی خاطر، دہشتگردوں سے لڑتے ہوئے انہوں نے جام شہادت نوش کیا۔ تو بہر حال اُس کے بعد ان کی لاشیں آئیں، ان کے رخی ہسپتال میں آگئے، اور زخمیوں کو اللہ تعالیٰ نے وہ اپنا recover ہو گئے، اللہ تعالیٰ نے ان کو صحت دی۔ میں اپنی طرف سے اس دہشتگردی کی میں سخت الفاظ میں ندمت کرتا ہوں اور میں ان شہداء کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور ان کے اعلین کو میں مبارکباد پیش کرتا ہوں اور میں اس طرح ایڈمنیسٹریشن کی اہلکار اور رسول ایڈمنیسٹریشن کے جو ذمہ داران ہیں، میں سب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنی فورس کو اپنی trained کیا کہ انہوں نے سب

کچھ کی پرواہ کیتے بغیر جا کر ان کے ساتھ لڑے۔ اور ان کے ساتھ مقابله کیا۔ تو یقیناً یہ لوگ اللہ تعالیٰ نے ان کو شہادت تودی، مجھے امید ہے اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں جگہ دیں کیونکہ ایک تو شہید ہیں پھر اپنے وطن کے لیے، پھر اپنے ملک کی حفاظت کے لیے دہشتگردوں سے لڑتے ہوئے جان شہادت نوش کیا، تو یہ ایک معمولی بات نہیں ہے۔ تو جناب اسپیکر! یہ واقع جیسے ہم دیکھتے رہتے ہیں ہمارے ملک ایک حالت جنگ میں ہے دہشتگردی کی جنگ میں پاکستان ایک front line کا کردار ادا کیا ہے، یہ تین شہادتیں نہیں ہیں ہماری فورسز نے کئی شہادتیں دی ہیں۔ اسی طرح کچھ دنوں پہلے ہمارے FC کے الہکاروں پر جو مستوگ میں attack ہوا اور کافی ہمارے FC کے جوان شہید ہو گئے، ان کی بھی ہم جتنی بھی مذمت کریں میرے خیال میں یہ کم ہے اور مذمت کرنی چاہیے ہر طرف سے۔ کیونکہ ہماری فورس ہے یہ ہماری فور اٹر ہی ہیں، ہماری فورسز پر آئے روز اس طرح کی وارداتیں ہو رہی ہیں، ہماری فورسز کے جنازے اٹھر ہے ہیں، ہمارے فورسز کے بچے یتیم ہو رہے ہیں، وہ چاہے سول ایڈمنیسٹریشن کی فورس ہے، چاہے آرمی کی ہے، چاہے FC کے ہیں یہ میرے خیال میں دہشتگردی کی اس جنگ میں پاکستان نے جتنی بھی قربانی دی کئی ہمارے لوگوں کی جانبیں ضائع ہو گئیں، اسی ہمارے ڈسٹرکٹ ہر نائی میں تقریباً اگر اعداد و شمار مجھے exact معلوم نہیں ہو گا، میرے خیال میں کوئی چچاں، ساتھ کے قریب FC کے جوان ہمارے ان دہشتگردوں کے ہاتھ شہید ہو گئے اور دہشتگردوں کا بھی انہوں نے جینا حرام کر دیا ہے، دہشتگرد بھی ابھی پناہ لینے کی اُس میں ہیں ان کو جگہ نہیں مل رہی ہے، کیونکہ دہشتگرد بھی ابھی وہ نہیں رہے جو پہلے تھے ابھی اعداد و شمار اُنکی بہت کم ہے تو یہ ہمارے فورسز کی قربانیاں ہیں، یہ ہمارے فورسز کی محنت ہے اور یہ ہمارے فورسز کے خون کا نتیجہ ہے۔ تو جناب اسپیکر! یہ ہمارے فورسز پر اس طرح واردات یہ ہمارے دشمن کا ایجاد ہے یہ جو جنگ ہمارے خلاف اٹری جا رہی ہے یہ کوئی foreign ایجنسی پر ہمارے خلاف ہمارے دشمن جنگ لڑ رہے ہیں تو اس میں ظاہری بات ہے ہمارے فورسز کی قربانی ہمیں دینی پڑتی ہے اور ہمارے فورسز جو دے رہے ہیں اس میں ہمیں اپنے فورسز کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے اس میں انکا ساتھ دینا چاہیے۔ فورسز نے ہمیں کبھی یہ نہیں کہا کہ ہم تھک گئے فورسز نے کبھی یہ نہیں کہا کہ وہ بندوق اُتار کے surrender ہو گئے، ہمارے فورسز ہر وقت میدان جنگ میں شہید ہوئے ہیں اور دشمن کو مارتے ہوئے شہید ہوئے ہیں تو جتنے ہمارے لوگ مرے ہیں جتنے ہمارے فورسز کے جوان مرے ہیں تو میرے خیال میں دہشتگرد کا ہم نے پوچھا نہیں ہے کہ کتنے وہ بھی مر گئے ہو گے لیکن یہ جنگ چلتا رہے گا جب تک پاکستان کے دشمن ہیں۔ جب تک پاکستان اس دہشت گردی کے خلاف جنگ لڑ رہے ہیں تو یہ جنگ نہ اول ہے نہ آخر ہے تو اس کے خلاف ہمیں ایک ہونا چاہیے اس کے خلاف

ہمیں مغلظم ہونا چاہیے۔ اس کے خلاف ہمیں اپنے فورسز کے پشت پر کھڑا ہونا چاہیے۔ جناب اپیکر! دشمن کسی حد تک میں کہتا ہوں کہ اپنے مضمون مقاصد میں مجھے کامیاب ہوتا نظر آ رہا ہے۔ بڑی دلکشی کی بات ہے وہ یہ کہ دشمن ایک تو ہمیں مار رہا ہے اور ہمارے فورسز کو شہید کئے جا رہے ہیں اور وہ خاص کر ہمارے فورسز کو اس لئے نشانہ بن رہے ہیں وہ ظاہری بات ہے ہمارا یہ ملک دشمن سے بچا رہے دشمن کے ساتھ جو لڑ رہے ہیں وہ تو ہمارے فورسز ہی ہیں۔ تو فورسز کو وہ اس لئے نشانہ بنارہے ہیں کہ پاکستان کے فورسز demoralize ہو جائیں اُسکی حوصلہ شکنی ہو جائے وہ بیزار ہو جائیں لیکن یہ کبھی اُنکے مذموم مقاصد پورے نہیں ہو گے۔ تو اُنکے ساتھ ہمیں یکجا ہونا چاہیے ہم نے فورسز کے ساتھ ہمیں اُنکی اظہار بیکھتی کرنی چاہیے۔ تو جس طرح میں نے کہا کہ دشمن کسی حد تک اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب ہو رہا ہے وہ یہ کہ دشمن کے کچھ paid لوگ ہیں یا دشمن کے جواہکار یا یہاں پر زرخیز لوگ ہیں ظاہری بات ہے ایک بڑی سوسائٹی ہے ہر قسم کے لوگ ہیں تو ایک تو ہمارے جو فورسز مر رہے ہیں پھر ایک عدم اعتماد کی فضاء بھی بنائی جا رہی ہے اور پیدا کی جا رہی ہے۔ اور جس طرح ہم کہتے ہیں کچھ لوگ جو کہتے ہیں کہ فلاں فورسز جو ہیں، فلاں فورسز کی طرف سے اُس پر attack ہو رہا ہے اور یہ جو فلاں فورسز مر رہے ہیں یہ کسی اور ادارے کی طرف سے مر رہے ہیں۔ یعنی دشمن ایک تو ہمارے غم، گھر میں ماتم منار ہے ہیں ہمارے بچوں کو شہید کر رہے ہیں ہمارے جوانوں کو شہید کر رہے ہیں اور ساتھ ساتھ ایک عدم اعتماد کی فضاء جو بنایا جا رہا ہے یہ تھوڑا سا دلکشی کی بات ہے۔ اس پر تھوڑا سا میں کیا کہہ سکتا ہوں کہ یہ نہیں ہونا چاہیے دشمن کو اُس ہمارے فورسز کی طرف سے انشاء اللہ کبھی بھی انکو وہ نہیں ہو گی، کامیابی لیکن اس طرف تھوڑا بہت شاید اُنکو کامیابی ملے عدم اعتماد کی جو ایک فضاء بنایا جا رہا ہے یہ غلط بات ہے یہ ایک خطرناک جنگ ہے تو اس جنگ میں ہم نے بحیثیت ایک قوم انکا مقابلہ کرنا ہے ہم نے پُر عزم ہونا ہے ہم نے اپنے فورسز اور اپنے ادارے کے ساتھ ہونا ہے تاکہ ہماری اداروں کو اس بات کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ عوام پر کہتے ہیں کہ آپ بندوق اٹھالیں ہمارے ساتھ۔ لیکن صرف یہ ہے کہ حوصلہ افزائی انکا حق بتا ہے کیوں کہ وہ مر رہے ہیں آئے روز اُنکے بچے یتیم ہو رہے ہیں۔ ہمارے اُپر صرف اتنا حوصلہ افزائی کی بات اگر ہم کریں تو یہ میرے خیال میں یہ ہمارے لئے ہونا بھی چاہیے اور کرنا بھی چاہیے۔ جناب اپیکر! ہم ایک قوم ہے ہم پاکستانی ہیں ہم ظاہری بات ہے جنگی لڑی بھی ہیں اور ہم جنگ لڑ رہے ہیں اور ہمارے قربانیاں کسی سے دلکشی چھپی نہیں ہیں دہشت گردی کے خلاف اور ہمیں سبق سیکھنا چاہیے اس طرح کے واقعات سے ہمیں سبق سیکھنا چاہیے ہمیں ایک ہونا چاہیے۔ نیوزی لینڈ میں ایک واقعہ ہوا مسجد میں تو نیوزی لینڈ کی عوام

اور نیوزی لینڈ کے اداروں نے اُس ایک واقعہ سے سبق لیا سارے قوم اور ادارے سر جوڑ کے بیٹھ گئے تو جہاں ان میں کوئی فرق تھا کوئی اختلاف تھی وہاں پر تو ایک واقعہ نے پورے نیوزی لینڈ کے عوام کو ایک کر دیا۔ تو پاکستانی آئے روز اس طرح کے واقعات کے سامنا کر رہے ہیں لیکن پھر بھی ہم میں نفاق ہے اور ہم میں نفرت ہے اور ہم میں عدم اعتماد کی فضاء ہے۔ لیکن یہ میرے خیال میں دُشمن کو یہ موقع نہیں دینا چاہیے دُشمن کو یہ موقع اس لئے نہیں دینا چاہیے کہ یہ ملک ظاہری بات ہے ہمارے اداروں پر کھڑا ہے ہمارے فورسز کے قربانیوں پر کھڑا ہے۔ اگر ہمارے فورسز اس طرح کے ہم جو حل شکنی کے شکار کرتے رہتے ہیں تو شاید یہ ہمارے لئے کوئی خوش خبری کی بات نہیں ہے۔ ہمارے فورسز یقیناً جس طرح کوئی عدم اعتماد ہے کوئی غلط بیانی ہے کوئی foreign ایجنسڈا پر جو لوگ کام کر رہے ہیں اُنکی وہ پالیسی ناکام بنانے اور انکی وہ جو کوششیں ہیں وہ ناکام بنانے کیلئے ہماری فورسز کو عوام کے ساتھ قربت پیدا کرنا چاہیے۔ ہمارے فورسز اور عوام میں ہم آہنگی ہونا چاہیے۔ اور ہماری فورسز کو کم از کم علاقے کے عوام کے ساتھ رابطہ میں رہنا چاہیے۔ تو تب انشاء اللہ ہم دُشمن کے اس طرح مضمون مقاصد ہم ناکام کر سکتے ہیں۔ جناب اپسیکر! یہ بات تو طے ہے کہ ملک جو ہے وہ اداروں پر کھڑا ہے۔

**جناب ڈپٹی اپسیکر:** تھوڑا مختصر کر لیں دُمڑ صاحب کارروائی بہت زیادہ ہے۔

**وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ و داسا:** بالکل۔ میں آرہا ہوں میں مختصر کر رہا ہوں تھوڑا سا آپ کا time چاہیے۔ جناب اپسیکر! یہ میرے خیال میں یہ بات ہوتا ہے ہر ملک اپنے اداروں پر کھڑا ہوتا ہے ادارے اگر مضبوط ہوں تو وہ ملک مضبوط ہے اگر ادارے کمزور ہوں تو اُس ملک کی دفعہ اُس ملک کی سیاسی حالت اور اُس ملک کی معاشی حالت ہر حوالے سے وہ ملک کمزور بھی ہے۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ اگر ادارے بھی اس سے چلے گئے تو وہ ملک پھرہیگا بھی نہیں۔ ہمارے ساتھ ہمارے ہمسایہ کی ایک مثال ہے افغانستان کے عوام بڑے ہنگب جو لوگ ہیں انہوں نے بہت جنگیں اڑی بہت قربانیاں دی لیکن اُنکے نیچ سے ادارے نکل گئے اُنکی فوج نہیں رہی اُنکے intelligence ادارے نہیں رہے اور ابھی ہمارے افغانستان آپ دیکھ رہے ہیں آئے روز خانہ جنگی میں وہ بتلاء ہیں وہ۔ اور کبھی وہ stable نہیں ہو رہا ہے۔ ہمارے ملک کیونکہ کی جو stability ہے وہ اداروں پر کھڑا ہے، تو ادارے ہمیں مضبوط کرنا چاہیے ہمارے اوس ہمارے عوام ہمارے پاکستانی جو بیس، اکیس کروڑ عوام ہیں ہمیں اپنے اداروں کے پشت پر کھڑا ہونا چاہیے اور اُنکے ساتھ اطمہنگی کے طور پر ہر وقت ہمیں اُنکے ساتھ ہونا چاہیے تو تب انشاء اللہ دُشمن کا یہ ناکام ایجنسڈا ہو گا۔ جناب اپسیکر! میں ایک سوال اُن لوگوں سے جو foreign ایجنسڈا پر کام کر رہے ہیں، کبھی کبھار کہتے ہیں کہ ہمارے سول ایڈمنیسٹریشن کے لوگ جو مارے

جار ہے ہیں یا ہماری عوام جو بھی کبھی target کیا ہے یا ہمارے جو آفیسرز مارے جار ہے ہیں تو لوگ کہتے ہیں کہ یہ فلاں ایجنسی نے کیا ہے یا ایک نام بہت لیتے ہیں کہ یہ FC نے کیا ہے۔ تو میں ایک سوال کرتا ہوں میں بحیثیت پاکستانی ایک سوال کرتا ہوں کہ ہم سے تو زیادہ FC کے لوگ مر رہے ہیں، ہم سے تو زیادہ FC کے جوان مر گئے ہیں بلکہ daily کے حساب پر ہمارے FC کے نمبر کرنل تک، کرنل rank تک لوگ مر گئے ہیں۔ تو ایک سوال بتتا ہے کہ کیا وہ FC کے لوگ اگر ہمارے سول ایڈمنیسٹریشن کے لوگ یا ہمارے لیوریز فورسز یا ہمارے پولیس فورسز پر FC کی طرف سے ہوتا ہے تو میں ان لوگوں سے یہ سوال کرتا ہوں کہ آپ کو پھر یہ دہشتگرد بھی معلوم ہو گا پھر FC کے قاتل بھی آپ کو معلوم ہو گا کہ کم از کم وہ FC کے قاتل بھی پھر ہمیں بتایا جائے۔ تو اس کا مقصد یہ ہے ہمیں ایک ہونا چاہیے، ہمارا دشمن معلوم ہے۔ ہمارا دشمن انڈیا ہے، ہمارا دشمن اسرائیل ہے، ہمارا دشمن امریکا ہے، ہمارے دشمن ہمارے پڑوسن ممالک ہیں۔ تو ہمیں بات آگے پیچھے نہیں کرنا چاہیے۔ دشمن کی طرف کم سے کم اشارہ کرنا چاہیے اُن کو کھل کر کہنا چاہیے کہ دشمن ہمارا کون ہے۔ تو جناب اسپیکر میں ایک اور بات کی طرف جاؤں گا میں ختم کرنا چاہتا ہوں۔ ہم لوگ جمہوری لوگ ہیں یہ اسمبلی یہ ایوان جمہوریت کے نتیجے میں بنے، یہ ایوان جمہوریت کی ایک علامت ہے ہم جمہوری لوگ ہیں ہمارے فیصلے، ہمارے debate کم سے کم اس فورم پر ہونا چاہیے۔ ہماری جو بھی پالیسی ہے وہ جو پہلے بنی ہے یا بھی بن رہا ہے وہ ان اداروں پر بنتے چلے آئے ہیں۔ ہم اپنے آپ کو جمہوری لوگ کہتے بھی ہیں اور ہر پارٹی والے کہتے ہیں کہ ہم جمہوریت کے علیحدہ دار ہیں، ہمارے اکابرین نے جمہوریت کے لیے کیا کیا قربانیاں نہیں دی ہیں۔ لیکن وہی لوگ جا کے پھر روڑ پر بیٹھ جاتے ہیں کچھ عناصر کوئی پانچ، چھ سو بندے اکٹھا کر کے کہتے ہیں کہ فلاں جو ریاست کا فیصلہ ہے وہ تبدیل ہونی چاہیے۔ بھائی وہ فیصلہ تو جمہوریت کے نتیجے میں بنی ہوئی cabinet نے اور جمہوریت کے نتیجے میں بنی ہوئی اسمبلی نے کیا ہے۔ تو آپ کس طرح اپنے آپ کو جمہوری پارٹی کہتے ہیں اور جا کر روڑ پر بیٹھ جاتے ہیں کوئی پانچ سو بندے اکٹھے کر کے ایک جمہوری setup کے فیصلے کو بزوہ بزاویہ احتجاج کے طور پر آپ کہتے ہیں کہ یہ ختم ہونا چاہیے۔ میں تو کہتا ہوں کہ جمہوری لوگوں کا جمہوریت پر اعتماد ہونا چاہیے۔ ہمیں جمہوریت میں کسی اور کو ہمیں دعوت نہیں دینا چاہیے۔ ہمیں جمہوریت کو مضبوط کرنا چاہیے۔ یہ اسمبلی ہے یہ جمہوریت کی علامت ہے یہاں پر جو بھی فیصلے ہوتے ہیں، یہاں پر کم سے کم زیر بحث لا یا جائے یہاں اکثریت کی بنیاد پر جو بھی فیصلے ہوتے ہیں ہمارے اداروں نے وہ من و عن قبول کرنا چاہیے۔ اور قبول کیے بھی ہیں اور قبول کرتے بھی رہیں گے۔

شکر یہ جناب اسپیکر۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** شکریہ دمڑ صاحب۔ جی نصر اللہ خان زیرے صاحب!

**جناب نصر اللہ خان زیرے:** بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب اسپیکر! جو واقعہ مانگی ڈیم لیویز شہداء کے المناک شہادت کے حوالے سے میں نے تحریک التواء جمع کرائی تھی اور یقیناً آج اس تحریک التواء پر مفصل ہمارے دوست بحث کریں گے۔ جناب اسپیکر! واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ 26 اگست کو مانگی ڈیم کا جو site ہے اُس سے زرا آگے ایک چیک ڈیم بن رہا ہے۔ وہاں سیکورٹی کے فرائض FC کے ذمہ ہیں اور اُس علاقے سے مانگی ضلع زیارت کا علاقہ ہے ان کے کہنے کے مطابق کہ وہاں ڈینٹنگر ہوتے ہیں۔ انہوں نے چاروں ہاں site پر کام کرنے والے مزدور جو ہمارے اس علاقے سے تعلق رکھتے ہیں، ٹوپ سے تھے آس پاس کے چار لوگوں کو مزدوروں کو مغاونہ کیا جاتا ہے۔ اب ڈپٹی کمشنر کیا فرض بن رہا ہے، اب وہاں پر جس کی ذمہ داری تھی سیکورٹی ایف سی والوں کی کیا ذمہ داری بن رہی تھی۔ بجائے اس کے کہ ان اغواء کا ران کے خلاف، ان ڈینٹنگر دوں کے خلاف، ان کے کہنے کے مطابق وہاں FC جاتی ان کے پیچھے، ڈپٹی کمشنر صاحب نے ضلع بھر کے لیویز کو جمع کیا اور ان کو مجبور کیا کہ آپ جائیں ان کے پیچھے۔ رات بھر فائرنگ ہوتی رہی اور آپ کو یہ بتاتا چلوں کہ لیویز کے ساتھ جو بندوق تھے ان کے میگزین میں محض دس دس گولیاں اور کارتوس تھے۔ جب وہ لیویز الہکار جو میجر رسالدار میرز مان کا کڑ، نائب رسالدار شہید مدثر خان، اور ان کے ساتھ جو شہید ہونے والا زین اللہ کا کڑ سپاہی تھا۔ اور ان کے ساتھ باقی سپاہی تھے جو تین رخی ہوئے۔ وہ آئے گاؤں والوں سے انہوں نے خیرات مانگی کہ ہمیں کارتوس آپ دے دیں۔ یہ ہے آپ کی ایڈمنیسٹریشن۔ یہ آپ کا ڈپٹی کمشنر جو لیویز کو وہاں اسلجہ بھی نہیں دے رہا تھا اور پھر کس طرح اس علاقے میں کوئی ڈینٹنگر ہے کے لئے جرات ہوتی ہے کہ یہاں تک پہنچتے ہیں سارا علاقہ cover ہے، سارے علاقوں میں جو ہے نہ ہیں تو وہاں ہزاروں ایف سی والے وہاں تعینات ہیں۔ اور جا کر کے ہر نائی کے لوگوں سے پوچھو کہ ان کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ واپسی پر جب لیویز الہکار آرہے تھے ان پر ماٹر نس پھٹی جس کے نتیجے میں رسالدار میجر شہید میرز مان کا کڑ، نائب رسالدار مدثر خان اور زین اللہ وہ اُس میں شہید ہوتے ہیں اور تین لیویز الہکار رخی ہوتے ہیں۔ میں نے خود جا کے سول ہسپتال میں اُس سپاہی سے تفصیلًا تمام واقعہ کی report پوچھا کہ کس طرح ہمیں مجبور کیا گیا اور کس طرح ہمارے پاس کتنا اسلجہ تھا۔ اور کس طرح کی ماٹر نس نے لگائی تھی۔ یا کون fit کر رہا تھا یہ سب واقعات وہاں پر ہوئے۔ جناب اسپیکر اور پھر جب واقعہ ہوا اور اس مانگی ڈیم کے واقعہ میں جو شہید ہوئے مدش اور زین اللہ ایک ہی خاندان کے تھے کزن تھے۔ مدثر خان کے والد ملک منور خان نے اور میرز مان کے خاندان کے اُن کے بھائیوں نے فیصلہ کیا کہ ہم نے احتجاج کرنی ہے، ہم نے اپنے

لاشوں کو نہیں دفنانا ہے۔ یہ فصلیہ کسی پارٹی کا نہیں تھا۔ کسی شخص کا نہیں تھا۔ یہ لوحقین نے خود کیا اور اس کی تمام video clips اور وہ جگہ جہاں پر پہلے انہوں نے کراس پر رکھا تھا وہاں جو علاقہ ہرنائی کو جاتا ہے اُس کراس پر رکھا۔ پھر انہوں نے آ کر کے زیارت کراس پر لاشیں رکھی۔ جناب اپسیکر 12 روز 26 اگست کو واقعہ ہوا اور 06 ستمبر تک تقریباً 12 روز وہاں پر لاشیں پڑی۔ وہاں ہزاروں لوگ آئے یہاں بلوچ عوام سے لے کر کے پشتونوں کے تمام عوام، تمام سردار، ملک اور تمام سیاسی پارٹیوں کے بڑے بڑے رہنماء آئے وہاں پر بیٹھ رہے۔ ہزاروں لوگ بیٹھے رہے عوام بیٹھی رہی۔ کوئی 6 سو لوگ نہیں تھے، ہزاروں لوگ وہاں موجود تھے۔ اُن کا مطالبہ کیا تھا لوحقین کا مطالبہ کیا تھا، آپ یہاں پر کمیش بنائیں۔ جناب اپسیکر! آپ رولنگ دے دیں کہ جوڈیشل کمیش بناؤ، دو دفعہ وہاں ٹیکیں حکومت کی آئی۔ یہ جو compensation کا دعویٰ کر رہا ہے یہ compensation قانون تو ہمارے دور حکومت میں 2015ء میں ہم نے بنایا تھا کہ جو بھی دشمنوں کے واقعات میں شہید ہوتے ہیں اُن کو compensation ملنے چاہیے۔ اس کا تو کوئی حکومت کا احسان نہیں ہے۔ اُن کا مطالبہ تھا کس کا مطالبہ، لوحقین کا مطالبہ تھا ملک منور خان جن کا بیٹا شہید ہوا، جن کا بھتیجا شہید ہوا اُن کے گھرانے کا مطالبہ تھا اور یہ مطالبہ ان کے سامنے پیش کیا گیا آپ نے وہ video clips کے واقعات میں ہندوؤں کے گھروں میں دن کو وہاں چوری ڈکیتی کے واقعات ہوتے ہیں۔ جناب اپسیکر! اُن کا مطالبہ سادہ owner سے کتنا بھتہ وصول کیا جا رہا ہے۔ میں ایک ایک نام بتاؤں ایک ایک کنٹریکٹر کا نام بتاؤں۔ وہاں ہرنائی میں ہندوؤں کا چکر ہے۔ ہماری حکومت مائز منزل ڈیپارٹمنٹ نے ٹن 130 روپے ہماری حکومت لے رہی ہے جو پیسوں کا چکر ہے۔ ہماری حکومت مائز منزل ڈیپارٹمنٹ نے ٹن 500 روپے بھتہ لے رہا ہے۔ ابھی آپ حساب و کتاب سالانہ دوارب روپے بنتی ہے۔ اور ایف سی والے نے ٹن 500 روپے بھتہ لے رہا ہے۔ ابھی آپ حساب و کتاب کے تو آپ بھی ہے دس ارب روپے نقد جا رہا ہے کس قانون کے تحت جا رہا ہے ملک صاحب نے آئین پاکستان کو یہ جو بتایا اُس میں واضح طور پر درج ہے کہ کوئی پیسہ بغیر سید کا، بغیر کسی اکاؤنٹ میں کوئی ادارہ جو ہے اپنی ذاتی تجویز میں نہیں ڈال سکتا ہے۔ آپ نے تمام علاقوں کو گھیرے میں لیا، اتنے واقعات ہوئے پھر بکری والوں کے انہوں نے غائب کیا۔ دماغ عوام کو شہید کیا پھر ایف سی نے آکر آفیشلی کہا کہ ہم سے غلطی ہو گئی ہم نے ان بندوں کو

مارا ہے۔ ناصر کو اٹھایا بندے کو اُس کو مارا تھا یہ اتنی لمبی شکایتیں تھی عوام کی۔ کیا ہزاروں عوام کی زیارت کے اور ہر نائی کے ہزاروں لوگوں کے جو مطالبات تھے اُس کو آپ ignore کر رہے ہو۔ ان کا مطالبہ تھا کہ FC کو withdrawal کیا جائے اور ایک جوڈیشل کمیشن بنایا جو تمام واقعات کا ہر نائی میں جتنے بھی واقعات ہوئے ہیں ایک سے لیکر سوتک واقعات دوسوٹک واقعات زیارت میں واقعات ہوئے ہیں۔ آپ ہمت کریں حکومت جوڈیشل کمیشن بناؤ۔ جو جا کر یہ تمام لوگوں سے پوچھیں ہائج کے مالکان سے پوچھیں mines owner سے پوچھیں عوام سے پوچھیں زیارت کے عوام سے پوچھیں ہر نائی کے عوام سے پوچھیں۔ کہ اس تمام واقعات میں کون ملوث ہے جوڈیشل کمیشن بناؤ۔ حکومت ہمت کرے اور دھرنے کے شرکاء کا ہزاروں شرکاء کے اور تمام عوام لاکھوں عوام کے امنگوں کا ترجمان وہ جو نمائندہ جرگہ بیٹھا ہوا تھا۔ 12 دن دھرنا ان کا مطالبہ تھا ایک پارٹی کا مطالبہ نہیں تھا۔ جمعیت علماء اسلام والے بلوچستان نیشنل پارٹی، پشتونخوا ملی عوامی پارٹی، مسلم لیگ (ن)، پیپلز پارٹی، جمہوری طلن پارٹی، جمعیت نظریاتی، عوامی نیشنل پارٹی یہ سب پارٹیوں کا مطالبہ تھا تھی کہ BAP پارٹی کے لوگ وہاں موجود تھے ان کے مطالبات کے حق میں تھے۔ کہ مطالبہ کیا ہے جو سب سے پہلا مطالبہ ہے جا کر غور کروں اس آئین میں لکھا ہوا ہے تمام ادارے پابند ہے سول ایڈنٹیٹریشن کے ڈپٹی کمشنر is the head of the district اُس کے کہنے پر جو بھی force بلائے گی اُس کے کہنے پر آئے گی۔ لیکن ڈپٹی کمشنر ضلعوں میں وہ بالکل بے اختیار ہے DPO بے اختیار ہے ان کے پاس کوئی اختیار نہیں ہے تو جناب اسپیکر ان کا سادہ مطالبہ تھا۔ کس کا مطالبہ تھا ان تمام پارٹیوں کا ان تمام قبائلی لاکھوں عوام کا مطالبہ تھا۔ کہ کم از کم FC کو زیارت اور ہر نائی سے withdrawal کیا جائے۔ یہ صرف پشتونخوا کا مطالبہ نہیں تھا، یہ صرف BNP کا مطالبہ نہیں تھا، یہ تمام لوگوں کا مطالبہ تھا تمام پارٹیاں اُس میں شریک تھی، جناب اسپیکر! یہ امن امان کی جو صورتحال ہے۔ یہ ابھی جو تحریک التواء جو پیش ہوئی اُس پر اگلے روز انشاء اللہ بحث ہو جائیگی۔ آپ نے دیکھا کہ ایک ہمارے صوبے کے اہم رہنمای شہید عثمان خان کا کڑکوس طرح اس کو شہید کیا گیا۔ اور اُس کے بعد پہلے ملک عبد اللہ کاسی کے واقعہ کا لیا ہوا۔ اور لوگوں کو کیا یہ ادارے اس آئین کے تحت اس پارلیمنٹ کے پابند نہیں ہے۔ کیا یہاں وزیر اعلیٰ کو پہنچنے ہونا چاہیے ہمیں کہ ان بندوں کو جو آپ نے encounter میں مارا یہ کون تھے کہاں کے تھے اس کا اتنا پتہ کیا تھا مارا دفن کیا کسی کو کچھ پتہ نہیں۔ جناب اسپیکر! یہ واقعہ لعل کثائی میں واقع ہوا۔ حکومت نے وعدہ کیا کہ جوڈیشل کمیشن بنے گی وہ وعدہ کہاں گیا وہ وعدہ صدابہ صحراء ہوا۔ چھ لیوینز ایکاروں کو کس نے شہید کیا۔ لوار الائی میں جو پولیس پر حملہ ہوا کس نے حملہ کیا اُن کو سامنے لوچمن میں حملے ہوئے پشین میں ہوئے قلعہ سیف اللہ میں ہوئے باقی جو بلوچ بیلٹ میں

واقعات ہوئے، کوئی کمیشن تو بناو کوئی fact finding commission توبناؤ تاکہ ان ممبر ان اسمبلی کو تو پتہ چلے کہ اصل واقعات کیا ہیں بس صرف ہم آئے یہاں ہم نے اپنی تجوہ لی نہیں ہم عوام کے نمائندے ہیں اس آئین کے تحت سب سے سپریم ادارہ پارلیمنٹ ہوتا ہے۔ باقی تمام ادارے چاہیے جو بھی ہو وہ اس پارلیمنٹ کے تابع ہوتے ہیں یہ آئین کہہ رہا ہے، ہم اس آئین کی پاسداری چاہتے ہیں۔ کہ خدار اس طرح ناکریں اپنے سیٹ کے لیے کہ آپ کے لیے وہ ٹھپے مارے ایکشن کے دن اُس کے خاطر آپ اتنی چاپلوسی ناکریں یہ چاپلوسی تو آپ اپنے ایک سیٹ کے لیے کریں گے۔ لیکن آپ اپنے پورے نسل کو تباہ کر رہے ہو آپ اپنی پوری قوم کو تباہ کر رہے ہو۔ آپ بلوج کو تباہ کر رہے ہو آپ پشتون کو تباہ کر رہے ہو۔ خدار! حقیقت پر آ جائیں کہ ہر نائی میں کیا ہو رہا ہے۔ جناب اسپیکر! جاؤ آپ جاؤ ادھر ہرنائی کے عوام سے پوچھو، شاہرگ کے عوام سے پوچھو، زرداں لوکے عوام سے خوست کے، مانگی کے عوام سے، زیارت کے عوام سے آپ پوچھ لو کہ اُن پر کیا گز رو رہی ہے۔ بس ہم یہاں بیٹھ کر کے اس air condition میں جھنڈا لگا ہوا ہے گاڑی می ہوئی ہے پیٹل رہے ہیں کمیشن جیب میں ڈال رہے ہیں کروڑوں اربوں روپے کے۔ اور اپنے عوام کے خلاف ہم بول رہے ہیں۔ خدار اکچھ حیاء ہوتی ہے کچھ شرم ہوتا ہے کچھ اخلاق بھی ہوتی ہے۔ کہ کم از کم اپنے عوام کے خلاف تو نہ بولا جائے۔ جناب اسپیکر! اب بھی میرا مطالبہ ہے کہ حکومت نے وعدہ کیا تھا اُن ہزاروں دھرنا دینے والوں سے وزیر داخلہ صاحب گئے تھے حکومتی ممبر اصغر اچنڈی صاحب گئے تھے۔ اُن سے وعدہ کیا تھا کہ ہم نے FC وزیر اعلیٰ نے کہا تھا نواب ایاز جو گیزی کو کہ ہم FC کو ہرنائی اور زیارت سے withdrawal کریں گے۔ وزیر اعلیٰ نے خود کہا کہ اتنی شکایات ہمارے پاس آ رہی ہیں یقین ہم بھی مجبور ہوئے کہ ہم جو ہے نہ یہ دھرنے کے شرکاء کا مطالبہ مان لیں۔ اور ایک fact finding commission کریں ایسے یہاں آ کر باتیں کی جائیں۔ جناب اسپیکر! ہم سب محب وطن ہیں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** نصر اللہ زیرے صاحب آپ conclude کریں اور بھی ساتھی بات کرنا چاہتے ہیں۔  
**جناب نصر اللہ خان زیرے:** جناب اسپیکر! ہم سب محب وطن ہیں ہم اُن لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اس سر زمین سے وفاداری کی ہے جنہوں نے اس سر زمین سے ایک دن بھی نداری نہیں کی ہے۔ اور انشاء اللہ آئندہ بھی کوئی دشمن آئے گا سب سے پہلے جس طرح ہمارے اکابرین خان عبدالصمد خان اچنڈی نے انگریزوں کے خلاف لڑائی لڑی تھی۔ اس طرح جو بھی invasion ہو گا جو بھی ہو گا ہم اُن کے خلاف سینہ سپر ہو کر لڑیں گے۔ اور جو انگریز کے بوٹ پاش کرتے تھے جو انگریز کے اصل میں کام کرتے تھے وہ خاندان اگر خدا نخواستہ کوئی باہر

کا دشمن آتا ہے آپ یقین کریں اگلے دن یہ سب ان کے ساتھ مل کر ان کو سلامی کریں گے۔ ان کی حالات تو یہ ہے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** شکریہ زیرے صاحب۔

**جناب نصر اللہ خان زیرے:** تو میں ان شہداء کو جو مالکی ڈیم شہداء یویز ہیں میرزاں کا کڑ میں ان کے ساتھ 12 دن رہا۔ میں ان کے دھرنے میں میں ان کے گھر گیا ان کے فاتح خوانی کے لیے گیا، ہماری پارٹی کی سب پارٹیاں لگئیں۔ اور ہمیں کسی نے قبرستان سے نہیں نکالا کسی نے نہیں جنازہ پڑھنے سے نہیں روکا۔ چونکہ ہم عوام کے ساتھ ہیں۔ جناب اسپیکر! میں میرزاں کا کڑ شہید کو مدثر شہید کو زین اللہ شہید کو سرخ سلام پیش کرتا ہوں۔ ان کو میں خراج عقیدت پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے بغیر اسلحے کے میگزین دس گولیاں پڑی ہوئی تھی اور ان سے جا کر کے جو بھی تھا ان کا مقابلہ کیا اور اپنے سروں کا نذر انہوں نے پیش کیا۔ تو میں انہوں خراج عقیدت پیش کرتا ہوں۔ اور رسول اتحاری کی بات کروں گا۔ یہاں پر سلیم کھوسہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں باقی دوست سول اتحاری بحال کرو۔ اپنے یویز کو strengthen کر دو۔ آپ نے پولیس کو تربیت دو۔ ان پر کے اعتماد کر لواور جو باہر سے لوگ ہیں وہ جو آپ سے سالانہ اربوں روپے لے رہا ہے وہ آپ کا کوئی کام نہیں آئے گا۔ یقیناً جو بھی دشمنگردی کا شکار ہوتا ہے۔ ہماری ہمدردی ان کے ساتھ ہے۔ اگر FC والے بھی دشمنگردی کا شکار ہوتے ہیں۔ تو ایف سی والوں کے بھی تو بچے ہوتے ہیں۔ ان سے بھی ہماری ہمدردی ہے اگر پولیس والے بھی ہیں ہم تو یہی چاہ رہے ہیں کہ آپ یویز کو بناؤ، پولیس کو بناؤ تاکہ کوئی بھی پھر بعد میں مسئلہ نہ بنائے۔ ہم اپنے یویز پر اعتماد کریں تو میں تمام ان تمام ان شہداء کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں۔ جو دشمنگردی کے جھینٹ چڑھے ہیں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** شکریہ زیرے صاحب۔

**جناب نصر اللہ خان زیرے:** اور جو مطالبات دھرنے کے شرکاء کے تھے وہ مطالبات تسلیم کیے جائیں۔ حکومت نے ان سے وعدہ کیا ہے۔ اور تسلیم نہیں کریں گے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** شکریہ زیرے صاحب۔

**جناب نصر اللہ خان زیرے:** بڑا جگہ منعقد ہوگا۔ بہت بڑا جس میں تمام صوبے کے پارٹیاں قابلی عائد ہیں علماء سب شریک ہوں گے۔ پھر سخت فیصلے ہوں گے۔ جس کی ذمہ داری حکومت پر ہوگی۔ بہت بہت شکریہ۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** شکریہ۔ میرے خیال سے آپ نے بات کر لیں ڈمر صاحب۔ جی مسٹر خلیل مختصر بات کریں کارروائی کافی لمبی ہے۔

**جناب خلیل جارج بھٹو:** سر! جب ہماری باری آتی ہے تو مختصر کرنا۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** ابھی سب کے لئے مختصر ہو گا۔

**جناب خلیل جارج بھٹو:** پارلیمانی لیڈروں کے ساتھ بیٹھ کر یہ طے کر لے کہ کتنے منٹ کتنوں کو دینے ہیں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** وہ دونوں جو ہے۔

**جناب خلیل جارج بھٹو:** سر! کوئی آدھا گھنٹہ بولتا ہے۔ کوئی پانچ منٹ بولتا ہے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** وہ دونوں محک تھے۔ وہ بات کر سکتے تھے۔

**جناب خلیل جارج بھٹو:** شکر یہ جناب اسپیکر۔ شروع کرتا ہوں خداوند یسوع مسیح کے با برکت نام سے۔ سر

آج کی نہ ممکن قرار دوں پر میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ اُس سے پہلے میں ایک شعر اپنے وطن کے لئے۔

میں اپنے رب سے ہوں اس بات کا سوالی

میں اپنے رب سے ہوں اس بات کا سوالی

ہو قائم میرے ملک میں امن و خوشحالی

جناب اسپیکر! پر زور مذمت کرتے ہیں ان دو واقعات کی، مانگی ڈیم کے شہداء کی اور جناب مستونگ میں

جو ایسی چیک پوسٹ پر واقعہ ہوا ہے ان کی پر زور مذمت کرتا ہوں۔ جناب وطن پر قربان ہونے والوں کے

لئے ہمیشہ ہمارا سر فخر سے بلند ہوتا ہے کہ ایسے شہداء کی قربانی سے آج یہ ملک قائم اور دائم ہے۔ وطن کے

جاں ثاروں کو سر میر اسلام ہے۔ ملک اور قوم کی سلامتی اور استحکام کے لیے بے مشل ہیں وہ، تمہاری قربانیاں کیونکہ

ہر میدان میں مجاز پر تم نے رقم کی حوصلہ مندی کی داستان۔ یقیناً سر آج یہ واقعات ہوئے ہیں، ایف سی اور مانگی

ڈیم کے لیویز کے شہداء کے لئے۔ سر! ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم ایک دوسرے پر جو کنکتہ چینی کرتے ہیں۔

اس سے ہٹ کر ہم سر جوڑ کر بیٹھیں۔ کیوں کہ یہ وطن ہے ہے تو ہم ہے یہ ملک ہے تو ہم ہے۔ یہی پاک افغان ہے

جو سرحدوں پر اپنی قربانیاں دے رہی ہیں اور ہم چین کی نیند سوتے ہیں۔ یہ کوئی خوش آمدی کی بات نہیں ہے۔ میں

کسی اور ملک کی آرمی کی خوش آمدی کی خوش آمد کر رہا ہوں۔ جس کی قربانیوں سے آج

ہم رات کی نیند سوتے ہیں۔ آپ سر! ان ملکوں کو دیکھیں کشمیر میں دیکھیں کس طرح ظلم ہو رہا ہے۔ افغانستان میں

دیکھیں آج ملک کے پاکستان جس طرح جن پڑوسیوں کے درمیان میں گھرا ہوا ہے جناب اسپیکر! پھر بھی ہم ہر

معزز پر ہر اس جگہ پر لڑ رہے ہیں۔ جہاں ہم چاہتے ہیں وہ شست گردی کا قلع قلع ہو۔ اس ملک کے لیے کسی ایک

قوم نے کسی ایک فرقے نے کسی ایک مذہب نے قربانی نہیں دی۔ اس ملک کے لیے ہر ایک مذہب کے لوگوں

نے ہر ایک فرقے کے لوگوں نے قربانی دی ہیں۔ اگر یہ ملک آج وجود میں ہے۔ ہمارے آبا و اجداد کی جتنے بھی ہیں چاہے وہ اس side سے ہیں یا اس side سے ہیں۔ اُن کی قربانیوں سے ملک قائم اور دائم ہے۔ اور میرا ایمان ہے کہ یہ ملک قائم اور دائم رہے گا۔ صرف بنانے والے قائد عظیم محمد علی جناح بانی ہے پاکستان تو یہ ملک بنایا۔ اور ہمیں یہ خوبصورت فضادے دی جس میں آزادی سے ہم سب سانس لیتے ہیں۔ لیکن آج اگر ہماری فورسز جس طرح قربانیاں دے رہے ہیں میں سمجھتا ہوں یہ خراج تحسین ہے۔ جس طرح ہماری عوام، عام عموم قربانیاں دے رہی ہیں یہ خراج تحسین ہے۔ ہمیں کسی بھی issue کو political issue نہیں بنانا چاہیے۔ ہمیں ہر issue کو قومی issue ہونا کے consensus کے ساتھ بیٹھنا چاہیے۔ کیوں کہ ہم نے ہمیشہ ایک بات کی ہے۔ اس ملک کے لیے ہم سب کہتے ہیں اس ملک کے لیے ہماری جان بھی حاضر ہے۔ اس ملک کے لیے ہمارا سب کچھ تن، من، دھن سب حاضر ہے۔ لیکن جو آپ ہمارے کام کرنے والے ہوتے ہیں سر! کہ ہم مل بیٹھ کر ایک دوسرے کی نقطہ چینی کے علاوہ مل بیٹھ کر اپنی عوام کا سوچیں میں اس side سے اور اس side سے بات نہیں کر رہا۔ کیونکہ وہ بھی عوامی نمائندے ہیں۔ لیکن کبھی کبھی جناب ڈپٹی اسپیکر صاحب! ایسا تاثر دیا جاتا ہے کہ شاید چند لوگ ہی اس قوم کے والی وارث ہیں۔ اور باقی لوگ اپنے قوم کے نہیں اُس کے خیال نہیں رکھتے۔ ایسا تاثر غلط ہے سر۔ یہ اسمبلی ایک معزز ایوان ہے۔ اس کے فیصلوں کو ہم لوگوں کو من و عن قبول کر لینا چاہیے اور جس کو خدا نے عزت بخشی ہے۔ اُس کی عزت کرنا بھی ہمارا فرض ہے۔ بہر حال میں مانگی ڈیم کے اور مستونگ کی ایف سی کے ساتھ جو دہشتگردی ہوا ہے یہ واقعات سر! جس طرح ہو رہے ہیں۔ یہ ہمیں آخری جنگ کی طرف لے جا رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ دہشتگرد اس ملک میں جو کچھلی حکومتوں میں تھیں۔ آج اس سے قبل بہتر ہے لیکن میں یہ نہیں کہتا لیکن یہ بالکل ختم ہو گئی ہے یہ جنگ ہماری فوج اور ہم کر لڑ رہے ہیں۔ ہم اپنی پاک افواج کے ساتھ ہیں، ہم اپنی حکومت کے ساتھ ہیں۔ اور یہ ہم نے مل کر یہ جنگ جیتی ہے۔ اس میں سر! ان دہشتگردوں نے ناجوچ کو چھوڑا ہے نہ مسجد کو چھوڑا ہے نہ مندر کو چھوڑا ہے۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ دہشتگردوں کا کوئی مذہب نہیں ہوتا۔ اُن کے لئے صرف اور صرف انسانی جان کو ختم کرنا ان کا عزم ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے ہم یہ جنگ جیت لیں گے اور پاکستان قائم اور دائم رہے گا۔ ہم سب اس کے ساتھ ہیں پاکستان زندہ باد بہت شکریہ۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** شکریہ مسٹر خلیل چارچ، ثناء بلوچ صاحب۔

**جناب ثناء اللہ بلوچ:** بسم اللہ الرحمن الرحيم شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ جناب اسپیکر صاحب! سب سے پہلے تو میں مانگی ڈیم کے واقعے کے شہداء کو خراج تحسین خراج عقیدت پیش کرتا ہوں۔ اس واقعے میں شہید ہونے

والے لوحقین کے خاندان کے افراد سے دلی طور پر تعزیت کرتا ہوں۔ میں معدرت خواہ ہوں اُس بارہ روزہ کمپ میں نہیں جاسکے۔ کیونکہ اس وقت مفترم سردار عطا اللہ مینگل صاحب کراچی میں زیر علاج تھے اور بعد میں وہ اس جان فانی سے رحلت فرمائے گئے۔ میں مسلسل سو شل میڈیا پر بھی دیکھتا رہا ہا یا update دیکھتے رہے۔ مانگی ڈیم پر کہ واقعے کے خلاف جواحتجاجی تحریک تھی یا ان کا جواحتجاجی وہاں پر جرگی کیمپ تھا اس نے جتنے بھی بلوچستان بھر کے اکابرین سیاسی سماجی وکلاء برادری تاجر برادری سیاسی جماعتوں کے اکابرین سب گئے۔ آپ نے کبھی سوچا ہوگا جناب والا اس اسمبلی میں جب بھی آتے ہیں اس گزشتہ تین سال میں ہماری کوئی بھی فرارداد یا ہماری کوئی بھی تحریک التوا یا ہمارا کوئی بھی توجہ دلاؤ نہیں، میں بار بار یہی کہتا ہوں کہ وہ ہمیشہ یہی ہوتا ہے یا مدد ہو رہی ہوتی ہے یا کسی معاملے پر جو ہے آہ و فقاں ہوتا ہے یا کسی معاملے پر ایک دوسرے کے ساتھ دست و گریان ہوتے ہیں۔ آپ نے کبھی سوچا ہوگا جس طرح میرے بھائی خلیل صاحب چلے گئے جارج کہمیں مل بیٹھ کے سوچنا ہوگا یہ مسئلہ کیا ہے مسئلہ بڑا سیدھا ہے صوبے کے ساتھ ان تین سالوں میں صوبے کے ساتھ جو کھیل کھیلا جا رہا ہے۔ یہ جناب والا جس کو ہم کہتے ہیں قومی سلامتی کا بحران یعنی national security crisis بالخصوص میں ان لوگوں کے لئے بات کر رہا ہوں اس صوبے کو چلانے کی کوشش کر رہے ہیں لنگڑے لوے لوگوں کے ذریعے سے ان کو یہ بات سمجھ لئی چاہیے اس صوبے میں روز آپ کو سڑکوں پر بچے بچیاں اساتذہ صحافی لیویز والے پولیس والے ایف سی والے تشدید کا شکار بنتے ہیں یا پنجگور تحریک التواء جو ابھی بد امن امان کے حوالے سے پیش کیا۔ یہ مسئلہ کیا ہے اور جس کو ہم national security crisis کہتے ہیں۔ یا قومی سلامتی کہتے ہیں۔ جس میں بم دھماکے شامل ہیں۔ جس میں ہم اسرائیل اور بھارت کو موردا زامن ٹھہراتے ہیں۔ ہم ابھی کچھ دنوں پہلے ابھی تو شاید نہیں ٹھہرا میں کیونکہ اب وہاں پر افغانستان میں طالبان کی حکومت آئی ہے اس سے پہلے ہم افغانستان کو موردا زامن ٹھہراتے تھے۔ کسی کو موردا زامن نہیں ٹھہرا ناچاہئے جناب والا ہمارے گریان میں چار پانچ چھٹیں ہیں۔ بلوچستان کی حکومت کو ایک دو ہن کھول کر اپنے گریان میں جھانکنے کی ضرورت ہے یہ سارا بحران یہ سارے اس کو کہتے ہیں حکمرانی کا بحران قومی سلامتی کا بحران قومی سلامتی کے مسائل اور بد امنی، احتجاج۔ لوگوں کا ادراوں پر سے اعتدال کا اٹھ جانا یہ جناب والا اصل میں جو لوگ سو شل سائنس اور پلیٹیکل سائنس کو سمجھتے ہیں وہ دو منٹ میں آپ کو بتا دیں گے کہ سارا بحران آپ کے گھر کے اندر ہے آپ بار بار کسی بھی معاملے پر اپنے گھر کے معاملات کو چھوڑ کر اپنی حکمرانی کے یا گورنمنس کے crisis پر بات کرنے کی بجائے آپ جا کے جو ہے اپنے ڈمن کو کبھی اسرائیل میں ڈھونڈنے کی کوشش کرتے ہیں آپ اپنی غلطیوں کو کبھی جا کے بھارت میں ڈھونڈنے کی کوشش

کرتے ہیں۔ کبھی امریکہ میں ڈھونڈنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہیں، پوری دنیا میں اس طرح کے جب معاملات کسی ملک میں گورننس کا crisis ہو، جہاں vacuum create ہو جائے جہاں پر آپ کے نواجوں بیروزگار ہوں۔ ایک ایسا صوبہ جسمیں تین سال سے گرو تھرک گئی ہو جہاں پر ڈولپمنٹ نہیں ہے۔ اکنامک ایکٹیوٹیوری stagnate ہو گئیں بارہ روز بند ہو گئے ہیں وہاکے ہوں گے۔ جہاں پر سیکولٹی کے crisis بڑھیں گی۔ بیرونی الہ کاران کو استعمال کریں گے۔ جہاں کرپش اور کمیشن اپنی انتہاء درجے تک پہنچ گئی ہو۔ جہاں ملاز میں بکتی ہوں جہاں پر ٹھیکے اور ٹھیکداری میں سارے مکملوں میں جس طرح کی اقرباء پروری ہو رہی ہو۔ جہاں پر جو ہے منصافانہ تقسیم نہ ہو مسائل کی اس صوبے میں آپ کیا کہتے ہیں کہ جب لیویز والے گزریں گے تو وہاں پر گلڈستے نکل آئیں گے۔ جب ایف سی والے۔ یہ crisis کا create کیا ہوا ہے؟۔ یہ اسی حکومت نے اپنے لئے خود ایک بحران بنایا ہے اور اسی بحران کے اوپر وہ حکمرانی اور حکومت کرنا چاہتے ہیں۔ مانگی ڈیم کے جو شہداء تھے ان کے لواحقین تھے ان کے والد صاحب ان کے والدین جو ملک صاحب ان کی میں تقریریں سب کے سنتا تھا۔ خداوند تبارک و تعالیٰ ان کو استقامت دے۔ بلوچستان کے لوگوں میں ایک بات بڑی اچھی ہے میں نے ہمیشہ یہ بات کی ہے کہ ہو سکتا ہے کہ علم کی ہمارے ہاں کبھی کبھی وہ جس کو کہتے ہیں رسی تعلیم یعنی فارمل ایجوکیشن کی بلوچستان میں کمی ہو گئی رسی طور لوگ اتنے تعلیم یافتہ نہیں ہیں لیکن غیر رسی طور پر جتنی شعوری بلندی بلوچستان کے عوام میں ہے وہ بہت کم صوبوں میں ہے میں اس سب کی باتیں سن رہا تھا ایک باب کا بیٹا ٹکڑوں میں پڑا ہوا ہے 12 دن تک بجائے آنسو کے بجائے رونے کے وہ آپ کے گرباں میں جھانک کر آپ کو آپ کے مسائل کا حل بتا رہا تھا۔ ان کے مطالبات یہ ہیں جو میرے سامنے یہاں پر پڑے ہوئے ہیں۔ جناب اپنے صاحب اگر آپ اس کو دیکھیں یا آپ کے گورننس کے اندر ریفارم کی باتیں ہیں جو اس کے والد کو اپنے بیٹے کے اس لاش پر جو ٹکڑوں میں اس کے سامنے پڑا ہوا ہے یا ان والدین کو جن کی لاشیں ان کے بچوں کی لاشیں ٹکڑوں میں وہاں پر اس کیمپ میں پڑی ہوئی تھیں ان کو یہ باتیں کرنے کی بجائے ان کمروں میں جدھر آپ حکمرانی کر کے بیٹھتے ہیں جن کرسیوں پر آپ کپووزارتیں اور منصب دی گئی ہے یا آپ کو سوچنا چاہیے تھا کہ بلوچستان کو سویں روپ کیسے جو ہے gradually ہم نے یہاں پر بلوچستان میں نافذ کرنی ہے۔ ہم نے بلوچستان کو کیسے normally کی طرف کہ بلوچستان دوبارہ نارمل ہو، یہ جو اب نارمل سی ہماری situation ہے اس سے نکال کر normally کی طرف جو ہے بلوچستان کو کیسے لے جایا جائے۔ کیسے بلوچستان کے لوگوں کی جو ہے اعتماد پاکستان کے نیشنل سیکورٹی کے جوادارے ہیں انسٹی ٹیشنز ہیں ان کے ساتھ کیسے ان کو بحال کیا جائے۔ یہ جو والدین

تھے ان کے یہی باتیں کر رہے تھے آپ کو سمجھانے کیلئے۔ جو آپ کبھی بھی نہیں سمجھ پائیں گے۔ کیونکہ آپ سے اتنی بڑی blunders ہوتی ہیں اتنی بڑی غلطیاں ہیں خواب غفلت کا شکار ہیں حکمرانی تباہ و بر باد کردی ہے آپ نے۔ سولین institutions تباہ کردی ہیں آپ نے۔ سولین اداروں کو جس طرح نصر اللہ زیرے صاحب نے کہا دس گولیاں اگر اس بیچارے کے اس بندوق میں ہو پھر بھی وہ اپنے کام پر نکل آیا۔ کیونکہ اس نے اپنا فرض سمجھا۔ لیکن overall جو ہیاں پر ہزار گنجی میں ہوا۔ اس سال میں گزشتہ جنوری سے لیکر آج 9 ستمبر ہے آج 9 ستمبر تک جناب والا بلوچستان میں کوئی 230 کے قریب امن و امان کے واقعات ہوئے ہیں۔ میں ایک مالکی ڈیم کا ذکر نہیں کرتا ہم نے ہر واقعے پر ہیاں پر بات کی ہے۔ کہ آپ کو جب تک آپ اپنے دو چار بُٹن کھول کے اپنے گریباں میں خود نہیں جھانکیں گے جب تک آپ ایک consultative process کے تحت جس کو کہتے ہیں اردو میں مشاورتی عمل کے تحت اس صوبے کے معاملات کو چلانے کی کوشش نہیں کریں گے۔ جب تک آپ اس اسمبلی کے بیٹھے ہوئے ہر شخص کو اس صوبے کے خوشی اور غم کا شریک نہیں بنائیں گے اس وقت تک یہ صوبہ نہیں بڑھے گا۔ کون آیگا اس صوبے میں انویسٹمنٹ کیلئے، کون آیگا اس صوبے میں روپیہ پیسہ لگانے کیلئے، کون آیگا اس صوبے میں کاروبار کیلئے، کون آیگا اس صوبے میں رہنے کیلئے، جس صوبے میں بارہ بارہ دن تک لاشیں پڑی ہوں اور حکومت کا ایک ذمہ دار اہلکار بھی نہ جاتا ہو۔ یہ پہلی دفعہ ہوا ہے۔ اسی سال کے شروع میں جنوری میں ہیاں پر اس روڈ پر جو ہے ہزارہ برادری کی لاشیں اسی طرح پڑی ہوئی تھیں۔ میں آپ کو حلفیہ بتاؤں اس وقت فلسطین اور کشمیر میں ایسی صورتحال نہیں ہے جو بلوچستان میں اس وقت لوگوں کو درپیش ہے۔ میں کسی اور ادارے کو ذمہ دار ٹھہرانا نہیں چاہتا، ذمہ دار جن لوگوں کے پاس صوبائی حکومت جن کے پاس ہے جن کے پاس 550 ارب روپے کا بجٹ ہے جن کے پاس 160 ارب روپے کا ڈولپمنٹ بجٹ ہے، جن کے پاس لوگوں کیساتھ negotiate کرنے کا بات کرنے کرنے کا اختیار ہے ان میں سے کسی میں یہ صلاحیت مجھے دکھائیں۔ یہ بارہ گھنٹے نہیں ہیں بارہ منٹ میں بھی ملک صاحب یا ان والدین کو جن کی بچوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں، ان کو آپ تسلی دے سکتے تھے۔ مطالبه کیا کیا انہوں نے، انہوں نے اپنے بچوں کیلئے وزارتیں مانگیں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** شاء بلوچ صاحب تھوڑا مختصر کریں۔

**جناب شاء اللہ بلوچ:** میں سخت کر رہا ہوں۔ انہوں نے اپنے بچوں کیلئے مراعات مانگیں، وہ تو کہہ رہے تھے کہ ہم عزت اور احترام سے اپنے ان شہداء کو جو ہے فن کرنا چاہتے ہیں لیکن ہم چاہتے ہیں کہ کسی اور کا بچہ بدامنی کا

شکار نہ ہو، ہم آپ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ آپ بلوچستان کے تمام ڈسٹرکٹس کو سولین ایڈمنیسٹریشن کے کنٹرول میں دیدیں، یہ بات آئین میں لکھا ہوا ہے۔ اس صوبے کو ایک ٹرانزیشن اس صوبے کو چاہیے جو لوگ نیشنل سیکورٹی کے ادارے ہیں جو سن رہے ہیں جو دیکھ رہے ہیں ان کو بھی یہ بات سمجھنی چاہیے کہ جو لوگ خوش آمدی یہاں پر ساری زندگی آپ کو کہتے ہیں جی آپ کے بغیر تو ہم کو رات کو نیند ہی نہیں آتی ہے اگر یہ روایہ ہو گا کہ رات کو نیندا اس لئے آتی ہے کہ جی نیشنل سیکورٹی کے ادارے ہمارے گھر کے باہر چوکیداری کر رہے ہیں تو پھر جناب والا آپ ایک ولیفیر اسٹیٹ، ملک میں نہیں رہ رہے ہیں۔ پھر آپ جیل میں رہ رہے ہیں۔ ایک خوشحال ملک میں پولیس والے کوفونج والے کو اور اس کے شہری کو بلا خوف و خطر رات کی نیند سونی چاہیے۔ اس ملک کیلئے خطرات آپ کی غلط پالیسیوں نے بنائی ہے۔ حکمران لنگڑے لوے ہوں گے کسی سے بات نہیں کر سکتے ہیں کسی کو سمجھا نہیں سکتے ہیں۔ معاملہ فہم نہیں ہوں گے دور انہیں نہیں ہوں گے ان کو پتہ نہیں ہے کہ آنے والے دن میں ہمارے ساتھ کیا ہونے والا ہے وہ جناب والا آپ کو ایک گھرے کنوئیں میں اور دلدل میں دھنستے جا رہے ہیں۔ اور یہ بلوچستان مسلسل اس دلدل کی طرف جا رہا ہے ہم اس کی نشاندہی بار بار کر رہے ہیں جب تک جتنی بھی دیر ہو گی ایک دن بھی صوبے کیلئے اہمیت کا حامل ہے اگر ایک دن کی بھی دیری مزید ہوتی ہے اس صوبے میں ان معاملات کو گورننس کے deal کی کرنے کی اور جن لوگوں کے ہاتھ میں حکمرانی دی ہے ان کو سمجھانے بجھانے کی اس وقت تک بلوچستان جو ہے وہ آگے نہیں بڑھ سکتا جناب اسیکر صاحب اگر ہم نے ان شہیداء مانگی ڈیم کے شہیداء ایف سی کے شہداء پولیس کے شہداء، لیویز کے شہداء، پنجگور میں خلل سجنراں اور اس کے دوسرے جو اس طرح کے نوجوان مارے جاتے ہیں ان سب کے شہداء کو اگر ہم نے بلوچستان میں کچھ دینا ہے تو ہم نے معاوضہ نہیں دینا ہے۔ یہ قوم اب ساری زندگی معاوضوں سے جو ہے معاملات کو حل نہیں کر سکتے ہیں۔ ان کو ایک خوشحال اور پر امن بلوچستان دیں۔ اور خوشحال اور پر امن بلوچستان کیلئے یہ ہے کہ طرز حکمرانی تبدیل کر کے ٹرانزیشن جس کو کہتے ہیں جو ہمارا slowly or gradually یہ جو ہمارا ایک قائم کا جو ہم نے ایک سیکورٹی پر اونس بنا یا ہوا ہے کہ جہاں پر چیک پوسٹیں جہاں پر ہر جگہ پر جو ہے ایف سی یہ ساری چیزیں یہ ادارے ہیں ہماری۔ لیکن جس طرح آپ اپنی کرسی پر بیٹھے ہیں آج تک میں اس پر بیٹھنہیں سکتا اسی طرح ہر کسی کو اپنے روں کے تعیناتی کیلئے اپنی اپنی جگہ پر واپس جانا پڑتا گا۔ اگر یہاں پر اسی اسمبلی میں میں آپ کی کرسی پر روز آپ کے بغیر اجازت کے بغیر قاعدہ قانون کے آکے بیٹھنا شروع کر دوں تیرے دن یہاں پر اس اسمبلی میں خون خراب ہو جائیگا۔ قواعد و ضوابط ہے۔ سولین اداروں کوئی supermacy کو ان کی بالادستی کو ان کی

افادیت کو ان کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے اور اگر بلوچستان کی عوام یہ بات کر رہی ہے اس میں وہ بجانب ہے۔ آج خیبر پختونخوا بلوچستان سے زیادہ لاشیں KPK میں گریں۔ 100% سولیین role جو ہے وہاں پر ٹرانزیشن کے تحت بحال ہو گیا ہے۔ کیوں بلوچستان میں سولیین رول جو ہے فل فیچ جو ہے سولیین ہمارا جو سپر میسی ہے وہ نہیں آ سکتی ہے۔ ایک ٹرانزیشن کیوں نہیں آ سکتا۔ جب انہوں نے ہر نانی کی بات کی، یہ بات پورے بلوچستان میں بڑے زور شور سے ہو رہا ہے تو میں اخیر میں ان کے مطالبات دھراتا ہوں کہ اگر یہ اپنے بچوں کی لاشیں اٹھا کے نہ لاتے یہ آپ کو جگانے کی کوشش کر رہے ہیں انہوں نے اپنے آپ کو بارہ دن بے خواب کیا اس کیمپ میں۔ انہوں نے اپنے شہداء کو لاشون کو وہاں رکھ کے وہ اصل میں آپ کو خواب غفلت سے جگانے کی کوشش کر رہے تھے کہ آپ خواب غفلت سے اٹھ جاؤ اور یہ آج آپ خواب غفلت دیکھ رہے ہو میرے ان دو بھائیوں کے سواء، میں colleagues ہیں چار کے سواء۔ اس اسمبلی میں قرارداد بھی ان کی اپنی پیش کی ہوئی ہے اگر کوئی کیمپ دیکھا سکتا ہے۔ یہ قرارداد بھی ہم نے پیش نہیں کی ہے مدتی قرارداد۔ وہ تحریک التوازن تو آپ نے اسکو کلب کیا اس ساتھ اپنی ہی مدتی تحریک اپنے ہی اس صوبے کی سب سے بڑے مانگی ڈیم کا جو بحران ہے بارہ دن تک چلتا ہے اس کے حوالے سے ان کا response آپ خود دیکھ سکتے ہیں۔ تو جناب اسپیکر آپ کے توسط سے ایک مرتبہ پھر دو ہر انہا چاہتا ہوں کہ ہر نانی اور زیارت سمیت جہاں پر full-fledge civilian rule کی بجائی ہو۔ فرنٹنیز کور یا دوسرے جو ادارے ہیں ان کو جو ہے جہاں ان کی ذمہ داری ہے وہاں ان کو واپس لے جایا جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ مانگی ڈیم جو ہے اسکے محکمات کیا تھے اور یہ نوجوان کیوں شہید ہوئے اُس حوالے سے ایک عدالتی کیمیشن بننی چاہئے۔ یہ جائز مطالبہ ہے اس کو میرے خیال میں بلا جھک تسلیم کیا جانا چاہئے۔ اور اس میں ہونا چاہئے۔ دوسرا یہ ہے کہ جو معاوضہ تیس سے پینتیس لاکھ کا دیا گیا تھا وہ بہت کم ہے۔ بلوچستان میں حکومت کو اور حکومتی اداروں کو میرے خیال میں سمجھنے کی ضرورت ہے یہ تیس سے پینتیس لاکھ ایک شخص کے جواب پنے گھر کا ولی تھا وارث تھا مالک اور اپنے بچوں کا نگہبان تھا اپنے والدین کا بازو ہوتا ہے وہ تیس پینتیس لاکھ نہیں ہے۔ بلوچستان میں کوئی پالیسی بننی چاہئے کیونکہ جو بھی یہاں پر شہید ہوتا ہے یا وہ کسی حادثے میں جا بحق ہوتا ہے وہ حکومت کی غلطی اور کوتا ہی کی وجہ سے ہوتا ہے تو پھر حکومت کو ایک compensation policy ہی بنانی چاہیے جو صرف پیسے پر مشتمل نا ہو ایک long term sustainable compensation strategy of policy اور پالیسی بنانی چاہیے جس میں ان کے بچوں کی تعلیم ہوان کے لئے والدین کے لئے ادویات کے لئے انتظام ہوان کے ہاں اگر کوئی بیمار ہے اس کی بھی proper-pension

تیمارداری ہو یہ صرف تمیں سے 35 لاکھ روپے جناب والا اس گھر میں وہ تو اس چہلم تک صرف ہمارے فاتح خوانی تک خرچ ہو جاتے ہیں یہ بھی ان کے ساتھ ایک مذاق ہے اگر ان کے ساتھ اچھائی کرنی ہے تو پھر آپ کو پورے بلوچستان کے حوالے سے ایک نئی compensation policy بنانی پڑی گی جو بہت جامع ہوتا کہ اس کے اس بعد حکومت پر اتنا بوجھ پڑے کہ اس compensation policy کے خوف سے یہ اپنے پالیسیوں میں درستگی لائے، شکریہ جناب اسپیکر مجھے امید ہے کہ مانگی ڈیم کے بعد بلوچستان میں پھر اس طرح کا واقعہ رونما نہیں ہو گا اگر ہوتا ہے تو خدا حکمرانوں کو اس پر ہدایت کرے۔ شکریہ۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** شکریہ، میڈم! بات کر لیں۔ میڈم نے پہلے سے request کی ہوئی ہے پھر اس کے بعد آپ بات کر لیں، جی شاہینہ کا کثر۔

**محترمہ شاہینہ کا کثر:** شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ میں مذمتی قرارداد کی اپنی پارٹی کی طرف سے اور اپنی طرف سے حمایت کرتی ہوں یقیناً سب سے پہلے میں شہداء مانگی ڈیم کو خراج عقیدت پیش کرتی ہوں اور جناب اسپیکر صاحب صوبہ بلوچستان میں ہر روز دھماکے لوگوں کا جینا حرام کر دیا ہے اور تقریباً چار پانچ دن پہلے جو ایف سی کے قافلے پر جو دھماکہ ہوا اس میں چار سیکورٹی اہلکار شہید ہوئے اسی طرح پہلے ملک عبد اللہ کاسی کو شہید کیا یقیناً اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ اور اس طرح واقعہ ہر روز ہمارے بلوچستان میں ہو رہے ہیں پولیس فورس کے ساتھ اور ایف سی فورس کے ساتھ اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے یقیناً کچھ بھی حل نکالنا پڑیگا اور یہاں پر دوسری بات جناب اسپیکر صاحب! میں پاکستانی میڈیا کے حوالے سے کچھ بات کرنا چاہتی ہوں یہاں پر پاکستانی میڈیا آزادی کے حوالے سے عوامی نیشنل پارٹی نے اور تمام عوام نے جو اس کے لئے ہر فورم پر جو اواز اٹھائی یقیناً افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ کراچی میں جو چودہ افراد ایک گھر کے ایک خاندان کے جنازے اور شہداء پڑتے ہوئے تھے۔ نہ کسی میڈیا والوں نے بھی کوئی کوئی کوئی نہیں دی یقیناً یہاں پر بلوچستان میں تقریباً گیارہ روز دھرنا تھا اور نہ دھرنے کو کوئی کوئی کوئی کوئی نہیں تھی اور پارٹی سے تعلق رکھتے تھے مگر وہ پارٹی سے ان کا تعلق تھا وہ بھی عوامی نیشنل پارٹی سے تعلق رکھتے تھے یقیناً عوامی نیشنل پارٹی سے جو دو محترم تھے جو دو اراکین تھے وہ صحبت خان، مدیر خان تھے اور زین اللہ تھے ان کو کوئی کوئی کوئی نہیں دی ہے میڈیا والوں کو شرم آنی چاہیے کہ یہاں پر بلوچستان میں جتنے بھی دھرنے ہوتے ہیں اور دھرنے میں شہداء پڑتے ہوئے ہوں ان لوگوں کو بھی کوئی کوئی نہیں دے رہے ہیں۔ اور یہاں تو پاکستان میں یا اسلام آباد میں جائیں، وہاں جو بھی مسئلہ ہو ایک معمولی سما مسئلہ ہو اتنی کوئی

دیتے ہیں ہر ٹائم بار بار میڈیا پر چلا رہے ہوتے ہیں اور یہاں پر میں میڈیا والوں سے یہ request کرتی ہوں کہ کم از کم آپ اپنے شہداء کے لئے کچھ نہ کچھ کو رنج دے دیتے تو یہ بھی آپ لوگوں کے لئے ایک اعزاز ہوتا۔ میں آخر میں ایک بار پھر میں اپنے شہداء کے لئے اور ان کے لئے اور یہاں پر جو ایف سی قافلے کے جو چار سیکورٹی شہید ہوئے ہیں میں ان کو خراج عقیدت پیش کرتی ہوں اور ان کے لواحقین کو اللہ صبردے۔ اور آخر میں ایک بار پھر آپ سب شکریہ ادا کرتی ہوں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** جی شکریہ میڈم شاہینہ کا کڑ۔ جی کھوسو صاحب۔

**میر سعیم احمد کھوسہ (وزیر مال):** جناب ڈپٹی اسپیکر صاحب! یہ جو واقعہ ہوا ہے مانگی ڈیم کا اس پر جتنا بھی افسوس کیا جائے وہ کم ہے۔ یہ دل خراش ایک واقعہ تھا۔ جناب ایسا محسوس ہوتا ہے اپوزیشن کی جو گفتگو ہے اس سے ایسا لگتا ہے کہ جیسے ان سب چیزوں میں حکومت ان تین سالوں کی حکومت ہے ان کا کہیں ناکہیں خامیاں ہیں ان کی وجہ سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے بلوچستان کو آپ پچھلے بیس سال تقریباً دیکھیں یا اس سے بھی پیچھے دیکھیں یہ خطے میں ایک ایسی اہمیت رکھتا ہے کہ دنیا کے کافی لوگوں کی حکومتوں کی ہمارے اڑوں پڑوں کے جو حکمران ہیں ان کی نظر ہمیشہ اس صوبے پر رہی ہے اس کے امن و امان پر بھی رہی ہے ہمیشہ انہوں نے اس صوبے کے امن و امان خراب کرنے کے لئے حیلے بہانے ڈھونڈے ہیں جہاں تک فورسز کی بات کرتے ہیں آپ فورسز کے اٹھا کر دیکھ لیں ریکارڈ زاٹھا کے دیکھ لیں کتنے یہاں پر شہید ہوئے ہیں۔ آج میں کہتا ہوں کہ بلوچستان میں جو امن و امان ہے یہ انہی فورسز کے منت مرhon ہے ان کی وہ کاوشیں ہیں ان کی وہ شہادتیں ہیں ان کے ساتھ ساتھ بلوچستان کے عوام نے بھی یہاں پر بہت بڑی قربانیاں دی ہیں بڑی شہادتیں دی ہیں، ہمارے پولیس نے بھی یہاں پر شہادتیں دی ہیں۔ ہمارے لیویز نے بھی یہاں پر شہادتیں دی ہیں لیکن بڑی معدرات کے ساتھ کہنا پڑتا ہے ابھی شاء جان چلے گئے یہاں پر زیرے صاحب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں یہ اس طرح کی گفتگو کرتے ہیں یہ کسی کو پریشر میں لا کر اپنے 2023ء کی تیاری کر رہے ہیں۔ میں معدرات کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہاں پر ہم لوگ بیٹھے ہوئے ہیں ہمارے بڑے بیسٹ پاکستان کے ممبر و رہ چکے ہیں ہم نے عوام کی خدمت کی ہے خدمت کے بعد ہمارا پورا ریکارڈ آپ اٹھا کر دیکھ لیں، یہاں پر جتنے بھی ممبر ان اکثریت ایسے ممبروں کی آپ کو ملے گی جو نسل درسل یہاں پر لوگوں کی خدمت کے تحت اس ایوان کے اندر بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ اس طرح کی باتیں غیر مناسب ہیں۔ یہ بہت ہی غلط ہے یہ رو یہ بڑا ہی غلط ہے۔ آپ کو اگر حکمرانی آپ کو چاہیے تو آپ عوام کے پاس جائیں عوام کی خدمت کریں اس کے بعد آپ کو حکومت ملی گی۔ اس طرح حکومت نہیں ملے گی جس طرح آپ یہاں پر پریشر اس

ایوان کے اندر ڈال کر جس طرح بات کرتے ہیں داکیں، باکیں ادھر، ادھر کی اس طرح آپ کا ڈال بھی بھی نہیں گلے گا۔ آپ نے خدمت کرنی ہے عوام کی۔ اس کے بعد اگر عوام آپ کو لاتی ہے تو سو فتح آ جائیں۔ عوام نے ہمیں یہاں پر منتخب کر کر لایا ہے آج ہمارا یہاں پر چیف منستر ہے اُس کی جتنی بھی بساط ہے وہ دن رات اس صوبے کی خدمت میں لگا ہوا ہے۔ یہ واحد وزیر اعلیٰ بلوچستان کا ہے جو اس صوبے سے باہر بھی نہیں جاتا ہے۔ دن رات یہاں پر محنت کر رہا ہے۔ کام کر رہا ہے۔ جہاں تک سیکورٹی کا مسئلہ ہے یہ اس کو بڑے ہی deeply دیکھنا پڑتا گا جناب ڈپٹی اسپیکر صاحب یہاں پر لوگوں کی خواہش ہے لوگوں کی جو خواہش ہے کہ یہاں پر ہمارے لوگ عوام حکمران دست و گریبان ہوں جو دشمنوں کو دشمنوں کے ساتھ کہنا چاہتا ہوں کہ اپوزیشن ایسا لگتا ہے کہ ان کی ہی زبان بول رہا ہے۔ دیکھیں یہ اتنا بڑا واقعہ ہوا ظاہر ہے ایک بہت بڑا واقعہ تھا اتنے لوگ شہید ہوئے اور ہمارا کام اور ہمارا کام کیا ہونا چاہیے political parties کا کوشش کر کے ان شہداء کو جلد سے جلد تدبیح کیا جائے لیکن نہیں ہوا اس پر بھی میں کہنا نہیں چاہتا ہوں پھر میں معدرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ ان چیزوں پر سیاست نہیں کی جائے ان چیزوں پر حکومت ہر بات سننے کے لیے تیار ہیں ہم منستر صاحب یہاں پر موجود نہیں ہیں انہوں نے کئی دفعہ ان کی ساتھ میٹنگز کیں ان کے جو کمیٹی کے لوگ تھے اور ہر بات پر راضی ہونے کو ان کے ہر ڈیمانڈ کو ماننے کے لیے تیار تھے لیکن اس طرح کارروائی بڑا ہی غیر مناسب ہے یہ کہتے ہیں کہ جی یہ تین سال میں ان کی وجہ سے یہ ہور ہاہے وہ ہور ہاہے بھائی آپ کو حکمرانی چاہیے اس صوبے کی تو آپ عوام کے پاس جائیں عوام کی خدمت کریں باقی اس طرح کے جو آپ pressure-develop کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اس سے آپ کا ڈال نہیں گلے گا۔ تو یہی نزارشات ہیں جناب اسپیکر!

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ میر سلیم کھوسے صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر صاحب!

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیرے صاحب! میرے خیال سے کارروائی کافی رہتی ہے اگر cross question پر آ جائیں تو کافی میرے خیال سے پھر وقت ہو جائے گا آیا مدتی قرارداد نمبر۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! personal explanation پر ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں اس نے کسی کا نام نہیں لیا انہوں نے کسی کا نام نہیں لیا۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: میرا نام لیا اُس نے نصر اللہ زیرے کہا اُس نے آپ ریکارڈ اٹھا کر دیکھیں۔ یہ میں personal explanation کے قواعد و انصباب کے مطابق میں personal explanation پر ہوں جناب اسپیکر!

ہم نے کسی پر بھی پریشر نہیں ڈالا ہے۔ اور ہم نے کبھی پریشر کے ذریعے سیاست نہیں کی ہے۔ ہماری تاریخ گواہ ہیں کہ ہم نے اپنے عوام پر بھروسہ کیا ہے اس صوبے کو ووٹ کا حق نہیں تھا 1970ء سے پہلے۔ 1970ء میں one man on vote کا حق خان عبدالصمد خان اچھزئی شہید کے 14 سال قید با مشقت کے بد لے یہاں آیا اس کی وجہ سے آج میرے دوست اس ایوان کے ممبر تھے ممبر ہیں، ہم سب ممبر ہیں اگر ان کی جدوجہد نہیں ہوتی وہ جدوجہد نہ کرتے وہ یونٹ نہیں ٹوٹتا تو آج آپ یہاں نہیں ہوتے آج حکمران نہیں ہوتے ہم نے کبھی بھر انی کا خواب نہیں دیکھا ہے، ہم نے ہر وقت کال کوٹھڑیوں کو دیکھا ہے، ہم نے جیل کی صعوبتیں برداشت کی ہیں ابھی بھی ہمارے خلاف ایف آئی آر درج ہوا ہے اور شاید آپ کے خلاف زندگی بھر کبھی بھی ایف آئی آر درج نہیں ہو گا کیونکہ آپ ہر حکومت میں ہوتے ہو۔ ہر حکومت کے ساتھ ہوتے ہو ہم نے ہر وقت اپوزیشن کا کردار ادا کیا ہے لہذا یہ بات غلط ہے کہ ہم اور دوسرے دوست کا نام لیا شاء ملوچ کا نام لیا کہ ہم پریشر ڈالتے ہیں پھر اپنی بات منواتے ہیں۔ ہم جمہوریت پر یقین رکھتے ہیں، ہم عوام کی طاقت پر یقین رکھتے ہیں، ہم پُر امن سیاسی جدوجہد پر یقین رکھتے ہیں، ہم جلوس پر یقین رکھتے ہیں یہ پریشو والی یہ باتیں ہمارے پاس نہیں ہیں نہ کھنچی، ہم نے کی ہیں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** زیرے صاحب! قرارداد کی طرف آتے ہیں تشریف رکھیں۔ آیا مذمتی قرارداد منظور کی جائے؟ مذمتی قرارداد منظور ہوئی۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** جناب محمد بنیں خلجی صاحب، محترمہ بشری رند صاحب، خلیل جارج پارلیمانی سیکریٹریز اور جناب قادر علی نائل صاحب رکن اسمبلی میں سے کوئی ایک محرک اپنی مشترکہ مذمتی قرارداد پیش کریں۔

**محمد بنیں خان خلجی (پارلیمانی سیکریٹری):** أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔ ہرگاہ کہ مورخہ 5 ستمبر 2021ء کو مستونگ روڈ پر واقع ایسی چیک پوسٹ پر ہشتنگر دی کے

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** آپ کی آواز نہیں آ رہی ہے مائیک آن کیا ہے آپ نے؟ اذان ہو رہی ہے۔

(خاموشی۔ اذان عشاء)

**حامی نور محمد درہ (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ و واسا):** جناب اسپیکر! اس قرارداد کا میں محرک تھا میں نے اس پر بات کرنی تھی۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** میرا خیال سے وہ قرارداد جو ہے آپ نہیں تھے وہ ختم ہو گئی ہے اب دوسری قرارداد پر بات کریں گے۔

وزیر پلک ہمیلتھا نجیسٹر نگ ووasa: میں نے توبات نہیں کی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ نے توبات کی سب سے زیادہ بات کی دمڑ صاحب۔

وزیر پلک ہمیلتھا نجیسٹر نگ ووasa: وہ تو میں نے feasibility پر میں نے بات کی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں feasibility کے بعد۔

وزیر پلک ہمیلتھا نجیسٹر نگ ووasa: آخر میں بعد میں بات کرنی ہے اس پر مجھے بات دومنٹ کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وہ قرارداد منظور ہو گئی۔

وزیر پلک ہمیلتھا نجیسٹر نگ ووasa: وہ منظور تو ہو گیا لیکن کم سے کم مجھے بولنا ہے تھوڑا سا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وہ منظور ہو گیا ابھی دوسرا قرارداد کے لیے جو میں نے کہا ہے۔

وزیر پلک ہمیلتھا نجیسٹر نگ ووasa: میں نے بات ہی نہیں کی اس پر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی میں خلیجی صاحب آپ بات کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ ہرگاہ کہ مورخہ 5 ستمبر 2021 کو مستونگ روڈ پر واقع ایف سی چیک پوسٹ پر ڈینٹنگر دی کے حملے کے نتیجے میں چار ایف سی الہکار اور 20 سے زیادہ زخمی ہوئے اور یہ ایوان فورسز پر ڈینٹنگر دی کے اس قسم کے بزدلانہ حملے کی پر زور الفاظ میں مدمت کرتا ہے اور اس واقع پر شہید ہونے والے الہکاروں کے لواحقین سے تعزیت اور زخمیوں کی جلد صحت یابی کے دعا گو ہیں۔ ڈینٹنگر دی کے ایسے واقعات صوبے اور ملک کے امن خراب کرانے کی سازش ہے بلوچستان کی عوام فورسز کے شانہ بیٹانہ کھڑی ہے اور ان کی تربانیوں کو کسی صورت فراموش نہیں کر سکتی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: مشترکہ مدتی قرارداد پیش ہوئی۔ admissibility کی وضاحت فرمائیں اور یہی جو ہے اسی میں آپ اپنی پوری بات بھی کریں جیسے دمڑ صاحب نے کی ہے، admissibility بس تقاریر میں ساری آجائی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری: جناب اسپیکر صاحب! کہ بلوچستان کے اندر جو ڈینٹنگر دی ہوئی اس دن ایف سی چیک پوسٹ پر۔ جس میں ہمارے ایف سی الہکار چار شہید اور 20 سے زیادہ زخمی ہوئے اور یہ ایک بہت بڑا واقعہ ہوا ظاہر ہے یہ فورسز ہمارے پاکستان ہمارے بلوچستان کے لیے قربانی دے رہے ہیں اور ان کے لواحقین یا ان کی families یا ہمارے لیے یہ بلوچستان کے لوگ نکلے ہیں یقین کریں کہ بڑی تکلیف ہوتی ہے کہ جو یہ دہشت گردی کے حملے ہو رہے ہیں یہ بھی میں کہنا چاہوں گا ساتھ ساتھ کہ جو ایف سی کے ساتھ ساتھ جو لیویز چیک

پوسٹ پر بھی جولیویز والوں پر دہشتگردی ہوئی اس کی بھی میں مذمت کرتا ہوں یہاں پر بیٹھے ہوئے ایوان میں یہ بات ہمیشہ کرتے ہیں کہ گورنمنٹ نے یہ کیا مجھے یہ نہیں سمجھ آتا کہ یہ کیوں نہیں کہتے کہ یہ آسمان سے تو لوگ آپ کے یہاں پر دہشتگردی نہیں کرتے ہیں۔ ظاہر ہے انکو پشت پناہی ہوتی ہے اور وہ آ کر ہمارا پاکستان کے اندر بلوچستان کے اندر آ کر دہشتگردی کرتے ہیں اور ہمارے جو فورسز ہیں ان کو وہ شہید کرتے ہیں۔ یہ کوئی یہاں سے رکشے میں بیٹھے گا ناصر اللہ زیرے سے پوچھے گا یا شاء بلوج سے پوچھے گا یا مین سے پوچھے گا کہ میں وہاں جا رہا ہوں دہشتگردی کے لیے آپ کو بھی پتہ ہے کہ مخالف ملک انڈیا ان کو فنڈنگ کرتا ہے اور آپ کو بھی پتہ ہے کہ یہ جو دہشتگردی ہوئی یہ کس نے ذمہ داری قبول کی کس لوگوں نے ذمہ داری قبول کی آپ کو اچھی طرح پتہ ہے اور آپ نے اس کی اوپر کسی نے بھی بات نہیں کی کہ یہ جس نے ذمہ داری قبول کی ہے کیا ان کو فنڈنگ نہیں ہو رہی کیا ان کو باقاعدہ طور پر ہر چیز کی direction نہیں ہو رہی کہ بلوچستان اور پاکستان کے اندر دہشتگردی کرائی جائے اور میں یہ بھی کہنا چاہوں گا جناب اسپیکر صاحب! کہ ہمارے ملک میں یہ آج سے دہشتگردی نہیں ہے یہ بہت عرصہ ہو گیا ہے کہ دہشتگردی خاص طور پر ہمارے بلوچستان کے اندر۔ مگر آپ نے یہ دیکھا ہو گا کہ پہلے بہت زیادہ دہشتگردی ہو رہی تھی اب اس میں تھوڑا سا اٹھرا آیا ہے کی ہے ظاہر ہے مخالف چھپ کروار کرنے والے لوگ ہیں میں یہ بھی کہوں گا میں الزام نہیں لگاؤں گا کہ کسی کے حکومت دور میں یاد ہشت گردی بلوچستان کے اندر نہیں ہوئی یہاں پر مسلم لیگ (ن)، پشتو نخواہی عوامی کی گورنمنٹ تھی کیا اُس میں دہشتگردی نہیں ہوئی تھی کیا اُس میں 8 اگست کا بلاسٹ نہیں ہوا کیا اُس میں ہم خوش تھے یا یہ لوگ خوش تھے۔ نہ یہ خوش تھے نہ ہم خوش تھے نہ عوام خوش تھی کیونکہ وہ ہشت گردی بھی باہر سے ہوئی کیا مستونگ میں پٹھانوں کو اُتار کے بسوں سے مارا گیا کیا یہ خوش تھے یا ہم خوش تھے کوئی خوش نہیں تھا۔ ہم جس پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں۔ مگر خدا شاید ہے کہ جب اس طرح کے واقعات ہوتے ہیں ہر بندے کا دل روتا ہے۔ اُن کے گھروں پر کیا تکلیف ہوتی ہے مگر میں یہ کہوں گا کہ اس لاشوں کے اوپر سیاست نہ کریں۔ اُن عوام نے اگر آپ کو مسٹر کر دیا ہے آپ قوم پرستوں کو مذہب performance دیں پرستوں کو مسٹر کر دیا ہے تو آپ لوگوں کو چاہئے کہ عوام میں کام کر کے لوگوں کو خوش کر کے واپس آئیں۔ آپ یقین کریں کہ لاشوں کے اوپر سیاست کرنا اُس وقت تو منظر یوں کے مزے اُٹھا رہے تھے وہ بھول گئے میں بیٹھے بڑے بڑے سردار اور نواب اُن کو بھول گئے اُس وقت تو گورنری کے مزے اُٹھا رہے تھے وہ بھول گئے اُس وقت P&D کے مزے اُٹھا رہے تھے وہ بھول گئے آج ان کو ہماری گورنمنٹ پر بات کرتے ہیں یہ۔ ہماری گورنمنٹ نے ہر حوالے سے اُن کے ساتھ مقابله کیا ہے ہر حوالے سے مذمت کی ہے بات سسٹم کی ہے آج آپ

یہ دیکھیں یہ دیکھیں سامنے میدیا بھی دکھائے گا۔ سارے نہیں ہیں کوئی بھی نہیں ہے یہ بات کرنے والے ہیں کہ ہم جی اُن کیلئے بات کریں گے خالی ٹیبلوں کے ساتھ میں بات کروں۔ یقین کریں کہ صرف اور صرف پوائنٹ سکورنگ کرنا۔ جناب اسپیکر صاحب اس بلوچستان کے لوگوں کے ساتھ مذاق نہ بنایا جائے۔ جذباتی تقریریں کر کے لوگوں کے ساتھ کھیلانہ جائے پستونوں کے ساتھ کاش! اگر آپ sincere ہوتے یہ ہمارے عمران خان نے یہ کراچی روڈ ڈبل ہورہا ہے، کاش یہ آپ کے دور میں ہوتا۔ آپ پستونوں کی بات کرتے ہیں کاش آپ کے دور میں ٹزوہب روڈ ڈبل ہوتا۔ یہ ہمارے دور میں ہورہا ہے کاش یہ آپ کے دور میں ہوتا زیارت والا روڈ ڈبل یہ آپ لوگ کرتے آپ لوگوں نے تو کام ہی نہیں کیا آپ لوگوں نے صرف اور صرف میاں نواز شریف کی خوش آمدی کی ہے۔ کاش ایک بلی کا بچہ ہی لے آتے کہ ہم نے بلوچستان کیلئے یہ کیا۔ آپ تو 60 سوارب روپے کا پیکچ لے کے آئے ہیں۔ ادھر تو عمران خان کی سیٹیں بھی زیادہ نہیں ہیں۔ مگر اُس نے بلوچستان کی محرومی کو دیکھتے ہوئے جو ہے یہ پیکچ کا اعلان کیا ہے۔ اس گورنمنٹ نے لے کے آیا ہے ہمارے سی ایم جام کمال لے کے آئے ہیں۔ ہم لوگ ملکر لے کے آئے ہیں۔ تو میں یہ کہوں گا کہ جو بھی دہشتگردی ہوتی ہے میں اُس کی نہ مدد کرتا ہوں جناب اسپیکر صاحب پُر زور الفاظ میں سیاست لاشوں پر نہ کیا جائے۔ بہت شکر یہ۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** جی دمڑ صاحب مختصر بات کریں کارروائی کافی رہتی ہے۔

**وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ و اسما:** جی جناب اسپیکر! سب سے پہلے میں میں خان جودوستوں کی طرف سے جو قرارداد لایا گیا میں اس قرارداد کی برپور حمایت کرتا ہوں۔ اور ساتھ ساتھ جو دہشتگردی ہوئی ہے ہماری ایف سی کے الہکاروں پر ہماری فورسز پر، میں ان کی نہ مدد کرتا ہوں اور سخت الفاظ میں ان کی نہ مدد کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر یقیناً اس سے پہلے میری بھی یہی فورسز پر حملے کی ذمتوں قرارداد تھی تو یقیناً ایک جیسی قرارداد ہے جو لیویز فورسز تھی یا ہماری ایف سی فورسز ہے یہ یقیناً ہمارے کوئی بھی ادارہ بھی نہیں بجا ہوا ہے اس دہشتگردی میں جتنی قربانی ہمارے فورسز نے دی ہے خاص کر ایف سی کی بات ہو رہی ہے یقیناً ایف سی کی ہم جنتی بھی اس پر نہ مدد کریں کم ہے میرے خیال میں کم ہے ہم جنتی بھی داد دیں ایف سی کو اور ایف سی فورسز کو ان کی قربانیوں کو اگر ہم جتنا بھی ان کا تعریف کریں میرے خیال میں ہمارے پاس وہ الفاظ نہیں ہیں۔ کیونکہ بلوچستان کی ان مشکل پہاڑوں میں ان مشکل علاقوں میں دور دراز علاقوں میں ایسے علاقوں میں جہاں انسان جانہیں سکتے ہمارے ایف سی کے جوان پہاڑوں پر چڑھ کر وہاں پر مورچے بنائے ہوتے ہیں۔ وہاں پر وہ ڈیوٹی دے رہے ہیں جناب اسپیکر ایسے علاقوں میں وہ ڈیوٹی دے رہے ہیں جہاں پر انسان جانہیں سکتے وہ گدھوں پر اپنی خوراک پہنچاتے ہیں وہاں

تک۔ تو یعنی وہاں پر انسان ڈرتا ہے انسان کے نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی ہے وہاں پر۔ لیکن ہمارے ایف سی کے جوان پہاڑوں پر چڑھ کر دن رات ڈیوٹی دے رہے ہیں۔ کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں پر انہوں نے دشمن کیلئے کوئی جگہ چھوڑی ہو لیکن پھر بھی نہ وہ پشیمان ہوتے ہیں۔ نہ وہ مایوس ہوتے ہیں۔ آئے روز ان کی dead bodies اٹھائے جاتے ہیں۔ بیدردی سے ان کو قتل کیا جاتا ہے۔ ان کی ایف سی کوئی گھرنہ ہو جہاں پر ان کی لاش نہ پہنچ گئی ہو لیکن اُس کے باوجود بھی جس جوان مردی کے ساتھ جس بہت کے ساتھ وہ ہشتنگر دوں کے ساتھ لٹڑ رہے ہیں میرے خیال میں ہم تو بہت کمزور لوگ ہیں، ہم تو بہت کمزور پاکستانی ہیں، ہم تو بہت کمزور اس سوسائٹی کے رہنے والے ہیں۔ جو صرف ان کی حوصلہ افزائی تک نہ کر سکتے ہیں۔ تو جناب اپنیکر میں ان کی حوصلہ افزائی کیلئے میں کہتا ہوں کہ ہم داد دیتے ہیں ایسے جوانوں پر ہمیں فخر ہے ایسی فورسز پر ہمیں فخر ہے کیونکہ انہیں کی بدولت جس طرح ہمارے دوست نے کہا انہیں کی بدولت ہم اس زمین پر اس فضاء میں ہم سکھ کا انسان لے رہے ہیں۔ ہم بڑے آرام سے کاروبار کر رہے ہیں۔ آرام سے ہمارے نچے پڑھ رہے ہیں ہمارے تاجر طبقہ ہمارے ٹرانسپورٹر ز جہاں بھی۔ مجھے ایک دن ایک بندہ بتا رہا تھا کہ میں جب کوہلو تک جاتا ہوں تو اس راستے سے جاتے ہوئے مجھے بہت ڈر لگتا ہے اور سبی سے نکلتے ہوئے جب میں کوہلو تک جاتا ہوں یہاں پر سبی سے کوہلو تک ایف سی deploy ہے تو اس نے کہا میں ایسا محسوس کرتا ہوں جیسا میں اپنے گاؤں میں جا رہا ہوں۔ کیونکہ مجھے پتہ ہے کہ ہر طرف سے پہاڑوں پر ہمارے ایف سی کے جوان بیٹھے ہیں۔ وہ ہمارے لئے یہی قربانی دے رہے ہیں۔ ان کی نیندیں ہمارے لئے حرام ہو رہی ہیں۔ ہم آرام سے سورہ ہے ہیں، ہم آرام سے کاروبار کر رہے ہیں۔ ہم آرام سے جی رہے ہیں۔ لیکن ان کا جینا حرام ہے ان کا جینا جب حرام ہے تو انہوں نے دشمن کا جینا بھی حرام کیا ہوا ہے تو میں کہتا ہوں ہماری فورسز پر جو پے در پے حملے ہو رہے ہیں یہ بھی ایک سازش کی کرٹی ہے ان کو دشمن کا پتہ ہے کہ ہمارے یہاں پر سیاستدان ہیں سیاستدانوں نے ملک کو نہیں بچایا ہے۔ اس میں صاف بات ہے ہمارے ملک کی دفاع جو ہے وہ ان کی ذمہ داری ہے وہ جب بھی انہوں نے لڑائی کی ہے، لڑائی لڑی ہے ہمارے فورسز نے ہی لڑی ہے۔ وہ چاہئے باڈر پر ہو، چاہئے ملک کے اندر ہو جناب اپنیکر! اس سے پہلے جو میری قرارداد تھی لیویز فورسز بھی کسی فورس سے کم نہیں لیویز فورس بھی ہمارے قبائلی فورس ہے۔ انہوں نے بھی ہر فقہ کی قربانی دی ہے صرف زیارت کی نہیں، سنجاوی کی نہیں، قلعہ سیف اللہ کی نہیں، چجن کی نہیں، آئے روز ہمارے بلوچستان میں جہاں لیویز فورس deploy ہے وہاں پر ہمارے ملک دشمن عناصر، معاشرہ دشمن، سماج دشمن عناصر آئے روز ان پر پے در پے حملے کر رہے ہیں۔ ہمارے لیویز کے جوانوں کو شہید کر رہے ہیں لیکن پھر بھی میں ان کی

جرأت کو سلام پیش کرتا ہوں۔ ہمارے زیارت کے جوانوں نے جو قربانی دی انہوں نے تاریخ رقم کی۔ پہاڑ پر چڑھ کر پورا رات انہوں نے لڑائی کی بالکل ہمارے دوست نے کہا کہ ان کے ساتھ گولیاں ختم ہوئیں بالکل گولی پوری رات لڑتے ہوئے ایک جوان کندھوں پر اتنی ہی گولی اٹھا سکتا ہے، پوری رات لڑائی کی دشمن کے ساتھ۔ صحجب نیچے آئے تو بے شک محلے والوں سے گاؤں والوں سے وہاں انہوں نے گولی اٹھی کر کے پھر چڑھ گئے جب تک سرکاری گولیاں آرہی تھیں یہ ہمارے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر سے کافی فاصلے پر یہ جگہ۔ جب تک DC کی طرف سے گولیاں آرہی تھیں وہاں سے جب گولیاں پہنچ رہی تھیں اُس وقت تک گاؤں نے ان کے ساتھ بہت کی تو یہ یقیناً بہت اور ان کی کار کردگی اور ان کی دلیری کی ایک زندہ مثال ہے۔ جناب اپیکر! یہ یقیناً ہمارا خون تھا یہ ہمارے گھر کے لوگ تھے جتنا غم مجھے پہنچا ہے یقیناً کسی اور کوئی نہیں پہنچا ہو گا ذور دراز کے لوگوں کو نہیں پہنچا ہو گا یہ میرا جسم تھے یہ میرا خون تھے یہ میرے ووٹر تھے میں نے روز اول سے جب مجھے واقعہ کا پتہ چلا میں سب سے پہلے ہسپتال گیا میں نے زخمیوں کو رسیو کیا ہسپتال میں۔ میں نے ان کی عیادت کی میں نے ان کیلئے وہاں پر سب کچھ ایڈ جمنٹ کی جب مجھے تسلی ہوئی کہ یہ لوگ خطرے سے باہر ہیں تو ان کی جب بندوبست ہو گئی تو میں موقع پر گیا جہاں پر dead bodies اٹھائے گئے تھے میں نے ڈیڈ باؤز رسیو کیئے وہاں پر میں گیا۔ جہاں پر bodies اپڑی تھی وہاں جا کے میں ان کے ساتھ بیٹھا رہا تو دن میں مسلسل وہاں پر بیٹھا رہا تو ان کے ساتھ ہی تو یقیناً ان کے غم میں میرا غم ہے جناب اپیکر یہاں پر باتیں ہوئیں کہ یہ ڈسٹرکٹ دی ابھی اس حکومت میں ہو رہی ہے جناب اپیکر نائن الیون کے بعد جب دنیا میں ڈسٹرکٹ دی کی لہر چل گئی تو اُس وقت سے پاکستان میں بھی دہشت گردی چلی ہوئی ہے اور پاکستان نے جس طرح فرنٹ لائن کا کردار ادا کیا ہے ہمارے ہر طبقہ فکر کے لوگوں نے قربانیاں دی ہے۔ تو جناب اپیکر بڑی افسوس کی بات ہے لوگ مااضی کے طرف نہیں جاتے ہیں صرف ابھی اس موجودہ دور میں جب بے روزگار ہو گئے ہیں ابھی ان کا مااضی کی طرف دھیاں ہی نہیں جاتا ہے لیکن لوگ اتنے بیوقوف نہیں ہیں۔ لیکن لوگ اتنے بیوقوف نہیں ہیں۔ ان کی یادداشت اتنی کمزور نہیں ہے کہ کل کے واقعات وہ بھول گئے۔ ہمارے دوست نے یہاں ایک بات کی کہ جھنڈا، گاڑی اور عیاشیاں۔ میں بالکل منسٹر ہوں۔ میں اس کا بینہ کامبر ہوں۔ لیکن جب میرے علاقے کے مقابلے کی بات آ جاتی ہے میں ہر قسم کی قربانی کیلئے تیار رہتا ہوں۔ جناب اپیکر! واقعات یہ نہیں ہیں، واقعات اس سے پہلے بھی ہوئے ہیں۔ ڈسٹرکٹ دی کافی عرصہ سے چل آئی ہے۔ ایف سی بھی ہمارے دور میں deploy نہیں ہوئی ہے۔ ایف سی بھی پچھلی حکومتوں نے deploy کی ہے۔ بھی انہوں نے دی ہے۔ لیکن legal protection بھی بار بار انہوں نے دی ہے۔

ایک بڑی آفسوس کی بات ہے کہ ماضی ہم بھول جاتے ہیں۔ جناب اسپیکر! ہمارے بہت سے طبقات پر attack ہوئے۔ ہماری لیوین، ہماری ایف اسی، ہمارے وکلاء ایک جگہ پر 80 وکلاء شہید ہوئے۔ بلوچستان میں ماتم تھا۔ بلوچستان کے گھر گھر میں غم تھا۔ بلوچستان کے ہر گاؤں میں جنازے گئے۔ لیکن افسوس کی بات ہے جناب اسپیکر! میں صرف دوستوں کو، ان لوگوں کو یاد کرانا چاہتا ہوں۔ میں ہمارے بلوچستان کی سوسائٹی کو یاد کرنا چاہتا ہوں اُس وقت کی حکومت میں کون تھے۔ اُس وقت کے سرکاری گاڑی میں کون بیٹھے ہوئے تھے۔ اُس وقت کے منشی کون تھے۔ اُسوقت کوں عیاشیاں کر رہے تھے۔ اُس وقت کرپشن میں کون بتلاتھے۔ کیا ایک سینڈ کلینے کوئی شہر میں ہڑتال ہوئی؟۔ کیا ایک سینڈ کلینے کوئی روڈ پر نکل آئے؟۔ کیا ایک سینڈ کلینے کاروبار disturb ہوا؟ لیکن باوجود اس کے جناب اسپیکر! شرم کی بات ہے، شرم کی کوئی حد ہوتی ہے۔ ہمارے 80 وکلاء ہماری قوم کی مغز تھے۔ ہمارے بلوچستان میں ماتم تھی۔

-XXXXXXXXXX - XXXXXXXXXXXX - XXXXXXXXXXXX - XXXX - XXXXXXXXXX

-XXXXXXXX - XXXXXXXXXXXX - XXXXXXXXXXXX - XXXXXXX - XXXXXXXXXXXX

-XXXXXXX - XXXXXXXXXXXXXXX - XXXXXXXXXX - XXXXXXXXXX

-XXXXXXXXXXXXXXXXXXXX - XXXXX - XXXXXXXXXXXXXXX - XXXXX

جناب اسپیکر! اُسی وقت کی بات ہے مستونگ کے مقام پر پشتوں ہونے کی بنا پر گاڑیوں سے پشتوں کو اُتار کر ایک ایک پشتوں کی شناختی کا روڈ چیک کر رہے تھے کہ آپ کون ہیں۔ ابھی وہ ویڈیو یوز چل رہے ہیں ایک بندے نے کہا کہ میں بلوچ ہوں، کہتے ہیں کہ مجھے اس بنیاد پر نہیں، میں کہتا ہوں بلوچوں نے نہیں کیا یہ، ایک سازش تھی ہمارے ملک کے خلاف جو سازش کر رہے تھے۔ لیکن میں صرف ان لوگوں کو یہ بات یاد کرتا ہوں کہ کدھر تھی۔

-XXXXXXXXXXXXXXXXXXXX - XXXXX - XXXX - XXXX - XXXX - XXXX - XXXXXXXXXX

جناب اسپیکر! ایک سینڈ کلینے بھی یہاں پر نہ کسی نے روڈ بند کیا، نہ کسی نے ایک منٹ کلینے شرڑا اون کیا۔ یہ لوگ سوئے ہوئے تھے خواب خرگوش میں۔ سب کچھ دیکھ رہے تھے پشتوں پر کیا ہورہا تھا وہ کیا کر رہے تھے۔ جناب اسپیکر! ایسا نہیں ہے، یہ لوگ بھولتے نہیں ہیں، تاریخ گواہ ہے، مؤرخین لکھتے ہیں یہ ایسا نہیں ہے جناب اسپیکر! ایک واقع نہیں ہے وہاں پر، ہزاروں کے باقاعدہ قبرستان بن گئے۔ شہداء کے قبرستان ہزاروں لوگ مر گئے۔ لیکن انہوں نے ایک سینڈ کلینے نہ کوئی ہڑتال کی نہ کوئی پہیہ جام کیا نہ کوئی وزارت کلینے ان سے ٹائم نہیں تھا ان کے ساتھ

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** شکریہ دمڑ صاحب۔

وزیر مکھ پی ایچ ای و واسا: بلکہ عیاشیوں میں مصروف تھے۔ ایک لیڈر کی میں بات کرتا ہوں پارٹی کے لیڈر تھے۔ XXXXXXXXXX-XXXXXX-XXXXXX-XXXXXX-XXXXXX (مداخلت) ابھی سنو، سننے کی صلاحیت پیدا کرو۔

**جناب نصر اللہ خان زیرے:** وزیر مکھ پی ایچ ای و واسا: XXX-XXXX-XXXXXX-XXXXXX-XXXXXX-XXXXXX-XXXXXX-XXXXXX-XXXXXX-

**جناب نصر اللہ خان زیرے:** XXX-XXXX-XXXXXX-XXXXXX-XXXXXX-XXXXXX-XXXXXX-XXXXXX-XXXXXX-XXXXXX-XXXXXX-XXXXXX-

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** order in the House

**جناب نصر اللہ خان زیرے:** اس کو XXX-XXXX-XXXXXX-XXXXXX-XXXXXX-XXXXXX-

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** order in the House قادر نائل صاحب۔ آیا مدتی قرارداد منظور کی جائے۔؟۔

**جناب نصر اللہ خان زیرے:** جناب اسپیکر! اس کو تو بسم اللہ پڑھ کے محمود خان اچنزا کی کا نام لینا چاہیے۔ یہ XXXXXXXX-XXXXXX-

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** ماہیک بند کیا جائے دونوں کے ماہیک۔ زیرے صاحب! تشریف رکھیں۔ order in the House اخلاق کے دائرے سے نہیں نکلا چاہیے۔ یہ معزز ایوان ہے۔ آیا مدتی قرارداد منظور کی جائے؟۔ مشترکہ مدتی قرارداد منظور ہوئی۔ غیر پارلیمانی الفاظ جو ادا کئے گئے ہیں ان کو حذف کیئے جائیں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** جی زیرے صاحب! آپ اپنی قرارداد نمبر 121 پیش کریں۔

**جناب نصر اللہ خان زیرے:** شکریہ جناب اسپیکر۔ قرارداد نمبر 121۔ ہرگاہ کہ یونین کو نسل باغ ضلع پشین تحصیل بر شور کا ایک اہم اور کثیر آبادی پر مشتمل یونین کو نسل ہے۔ جو بڑش دوار سے پٹوار سرکل ہے۔ جس کی آبادی ہزاروں نفوس پر مشتمل ہے۔ 1983ء کے بلدیاتی انتخابات میں یونین کو نسل باغ، یونین کو نسل کچھ حسن زی، یونین کو نسل مندوزی، یونین کو نسل شاراغلی اور یونین کو نسل کت شامل ہیں۔ اسیں پانچ یونین کو نسل شامل تھے۔

☆ بحکم جناب ڈپٹی اسپیکر تمام غیر پارلیمانی الفاظ XXXXXXXX کارروائی سے حذف کردیئے گئے۔

یونین کو نسل باغ کا حصہ تھے، جبکہ برشور جو حلقہ پی نبی 18 کا حصہ ہے، یہ حلقہ چار تھصیلوں جن میں تھصیل کاریزات تین یونین کو نسل، تھصیل نانا صاحب 2 یونین کو نسل، تھصیل بستان 3 یونین کو نسل اور تھصیل برشور 16 یونین کو نسل پر مشتمل ہے۔ 16 یونین کو نسل پر مشتمل برشور جو کہ ایک پہاڑی علاقہ پر ہے، پھیلا ہوا تھصیل ہے۔ جس میں تو بہ کا کڑی بھی شامل ہے، جس کی حد میں افغانستان سے ملتی ہیں۔ اس دور دراز علاقے کو برشور سے انتظامی طور پر سنہجانا ناممکن ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ وہ یونین کو نسل باغ کو تھصیل کا درجہ دینے کیلئے عملی اقدامات اٹھائے جائیں تاکہ علاقے کے عوام کو درپیش مسائل کا خاتمه ممکن ہو سکے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** قرارداد نمبر 121 پیش ہوئی۔ admissibility کی وضاحت فرمائیں۔

**جناب نصراللہ خان زیریے:** جناب اسپیکر یہ ایسا تھا کہ کیم اپریل 2021 کو باغ جوانان ایکشن کمیٹی نے لانگ مارچ شروع کیا اور کوئی کمکتی کے لئے وہ روانہ ہوئے۔ پھر یاروں کے مقام پر حکومتی وزراء جناب ظہور بلیدی صاحب جناب مسٹھا خان صاحب اور دیگر نے ان سے ملاقات کی۔ ان کے دو اہم مطالبے تھے ایک مطالبه یہ تھا کہ روڈ کا تھا کہ انکے علاقے کا کوئی بائیس کلومیٹر کا روڈ ہے دوسرا مطالباً ان کا تھصیل کا تھا یہ دو مطالبے تھے۔ پھر جب حکومتی ٹیم گئی تو حکومت نے ان سے وعدہ کیا کہ یہ آپ کے، مطالبات تسلیم کیتے جائیں گے۔ اصل میں یہ قرارداد یہ ہے کہ باقی آپ نے دیکھا کہ تھصیل کاریزات ہے اس میں تین یونین کو نسل اس پر مشتمل کاریزات تھصیل ہے جو ٹھیک بات ہے اچھی بات ہے نانا صاحب جو ہے ناں وہ بھی تھصیل ہے۔ اس کے دو یونین کو نسل ہیں اچھی بات ہے بستان کا یونین کو نسل ہے یہ تین یونین کو نسل پر ہے یہ بھی اچھی بات ہے برشور کا جو علاقہ ہے برشور اس میں تو بہ کا کڑی جو افغانستان سے ہے اور اس کے علاوہ باقی جو علاقے ہیں جس طرح یونین کو نسل باغ ہے یونین کو نسل کچھ حسن زی ہے یونین کو نسل مندو زی ہے یونین کو نسل شارعی ہے اور باقی یونین کو نسل ہیں یہ پورے سولہ یونین کو نسل پر صرف ایک تھصیل ہے جس کا نام ہے برشور تو میرے قرارداد کا مقصد یہ ہے کہ برشور جو سولہ یونین کو نسل پر ہے۔ برشور کو تھصیل کا درجہ تو ملا ہوا ہے تو بہ کا کڑی کا بھی حق ہے کہ وہ بھی تھصیل بنے اور یہ جو میں نے نام لئے ہیں جو پانچ یونین کو نسل ہیں اس پر بھی ایک تھصیل ہونی چاہئے۔ اس لئے کہ دور دراز علاقے ہیں لوگ بڑے پیدل چل کر پہاڑ کر اس کر کے برشور پہنچتے ہیں تھصیل آفس وہاں پر ہے نادراً آفس وہاں پر باقی آفس وہاں پر ہیں تو اسکی وجہ سے جب نئی تھصیل بنے گا باغ کا پھر انتظامی طور پر وہاں جو جو بھی یونین کو نسل ہیں جس طرح کمشتر صاحب ریونیو جو ہے ناں اس کا ہیڈ کوارٹر ہو گا کہاں ہو گا وہ پانچ یونین کو نسل جو ہیں وہ متفقہ بیٹھ کر کے وہ اس کا ہیڈ کوارٹر کے حوالے سے بھی فیصلہ کر سکتے ہیں انتظامی معاملات ہیں وہ بعد میں مسئلہ حل ہو سکتا ہے لہذا میری یہ

قرارداد یہ ہے کہ اس قرارداد کو منظور کیا جائے تو بہ کارٹری کو بھی تحصیل کا درجہ دیا جائے اور باغ اور اس سے مسلک یونیورسٹی کا میں نے ذکر کیا ان پر مشتمل بنایا جائے تحصیل اور برشور پہلے ہی وہاں پر موجود ہے as a تحصیل، لہذا میری درخواست ہے کہ اس قرارداد کو منظور کیا جائے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** جی شکریہ زیرے صاحب۔ جی باغ روڈ تو میرے خیال میں پی ایس ڈی پی میں منظور ہو گیا۔

**جناب سلیم احمد کھوسہ (وزیر مال):** زیرے صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہے میں بھی اس کی بالکل حمایت کرتا ہوں جناب ڈپٹی اسپیکر صاحب اس کا ایک پورا طریقہ کار ہے جو موجود ہے میں اس پر گزارش کرنا چاہوں گا یہ جو ضلع پشین کے چھ تحصیلوں پر مشتمل ہے اور صرف ایک سب تحصیل برشور ہے سب تحصیل برشور میرے خیال میں چار پٹوار سرکل پر مشتمل ہے اسی طرح جس میں ایک پٹوار سرکل باغ ہے ایسے ہی ہے میرے خیال میں اور باغ کے پانچ یونین کو نسل ہیں باغ کی آبادی تقریباً ستائیں ہزار ہے اور برشور کی آبادی ایک لاکھ تین ہزار کے قریب ہے اسی طرح تو بہ کارٹری کے دو پٹوار سرکل ہیں دو پٹوار سرکل پر مشتمل ہے اور آبادی تقریباً اس کی بھی میرے خیال میں چالیس پینتالس ہزار کے قریب ہے۔ تو حکومت بلوچستان یہ جو creation کے حوالے سے ہے جام کمال صاحب پہلے ہی اس پر کافی کام کر رہے ہیں انہوں نے ایک اعلیٰ سطحی کمیٹی بھی تشکیل دی ہوئی ہے، سب ڈویژن بھی ہم نے کافی جو ہیں نئے وہ بنائے ہیں۔ ڈویژن بھی، ڈسٹرکٹ بھی۔ اور اپ گریڈیشن بھی creation بھی دونوں چیزیں کر رہے ہیں لیکن اس ایک طریقہ کار ہے میں اس میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ اگر یہ باغ کو تحصیل بنانا چاہتے ہیں تو جو سول ڈسٹرکٹ ایڈمنیسٹریشن ہے اس کی طرف سے ایک پر پوزل آجائے اپنا اس کمیٹی کو اور کمیٹی انشاء اللہ تعالیٰ اگر وہ مطلب ہے کہ اس قابل ہوا اس کو بنانا ہوا کیونکہ یہ صرف باغ کے لئے نہیں ہے اس بلوچستان کے لئے جہاں بھی اگر اس طرح کی نئی creation یا اپ گریڈیشن جو بھی نیا بنانا چاہتے ہے overall ہیں تو ڈسٹرکٹ ایڈمنیسٹریشن کے ذریعے وہ پر پوزل کمیٹی کو بھیجیں وہ کمیٹی انشاء اللہ تعالیٰ اس کو کیمینٹ کی طرف بھیجی گی اور وہ approve ہو جائے گی کوئی اتنا بڑا issue نہیں ہے ہم اسکی سپورٹ کرتے ہیں لیکن اس کا ایک طریقہ کار ہے اس طریقہ کار کے تحت انشاء اللہ تعالیٰ ہو جائے گا۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** شکریہ سلیم کھوسہ صاحب۔

**جناب نصر اللہ خان زیرے:** وزیر صاحب نے صحیح فرمایا چونکہ اس کے لئے کمشن آفس سے بھی لیٹر گیا ہوا ہے ڈی صاحب نے پھر اسٹٹنٹ کمشن کو لیٹر لکھا ہوا ہے کہ اسکی تمام تر admissibility پر غور کیا جائے گورنر

صاحب کی طرف سے آج ہی کوئی لیٹر گیا ہوا ہے تو اس پر شاید آپ کی ڈیپارٹمنٹ کا کام شروع ہے اس پر۔  
وزیر مکمل: جناب اسپیکر انشاء اللہ تعالیٰ کمیٹی اس پر جو ہے مینگ کرے گی اگر اس کی recommendation آئے تو اس کو بالکل ہم priority پر رکھیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: ٹھیک ہے بڑی مہربانی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا قرارداد نمبر 121 منظور کی جائے؟ قرارداد نمبر 121 منظور ہوئی۔

زادبعلی ریکی چونکہ نہیں ہیں تو اُنکی قرارداد ڈیفر کی جاتی ہے۔ اب اسمبلی کا اجلاس بروز سوموار مورخہ 13 ستمبر 2021ء بوقت سہ پہر چار بجے تک متوجی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس رات 8 بجکر 46 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

